بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم

احادیث شمائل کا منظوم ترجمہ

ومجموعۂ نعت

حضرت قاری عبد السلام مضطرؔ ہنسوری

ترتیب وتخریج احادیث:

محمد اللہ قاسمی

تاثرات اکابر

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ: اردو میں نظم کرنے کی توفیق وسعادت میرے علم میں سب سے پہلے جناب عبدالسلام مضطؔر صاحب ہنسوری کے حصہ میں آئی ہے اور ایسی عبارتیں جن کا ترجمہ نثر میں بھی مشکل ہے نظم میں بیان کرنا بڑی شاعرانہ مہارت کا طالب ہے۔ راقم السطور مضطؔر ہنسوری صاحب کو مبارک باد دیتا ہے کہ انھوں نے اپنی شاعرانہ صلاحیت، نظم پر قدرت اور وقت ومحنت اس محبوب موضوع پر صرف کی جو تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے، عشقِ رسول کا مظہر ہے اور زبان وادب کی خدمت بھی۔

حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جون پوریؒ: اشعار میں نہ تو شاعرانہ مبالغہ آرائی ہے نہ حقیقت سے انحراف ہے، آداب کی پوری رعایت ہے اور ساتھ ہی ساتھ فن کاری اور پرکاری بھی ہے۔ اہل نظر ملاحظہ فرمائیں تو محظوظ ہوں گے۔ اہل عشق ومحبت حرزِ جاں بنائیں تو تسلی پائیں گے۔ اہل علم مطالعہ کریں تو بیانِ سراپا کے نئے اسلوب پائیں گے۔

حضرت مولانا ابوالوفا عارفؔ شاہجہان پوریؒ: حضرت مولانا حکیم قاری عبدالسلام صاحب مضطؔر ہنسور، ضلع فیض آباد اپنے علم وعمل، زہد وتقویٰ میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ مولانا کا ذوق خداداد ہے، ہر صنفِ شعر میں بحمداللہ کافی مہارت ہے۔ فنّی خصوصیات کے ساتھ ساتھ مضامین کی صحت اور بلندی قابلِ صدداد ہے۔ بالخصوص نعت کے سلسلے میں زائرِ حرم حمید صدیقی لکھنوی کو فضلِ تقدم ضرور حاصل ہے مگر مولانا کی نعتیں اپنے اندر جو خصوصیات رکھتی ہیں اس صدی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

حضرت مولانا شیخ عبدالحق اعظمی، دارالعلوم دیوبند: ماشاء اللہ نہایت ہی پاکیزہ، مؤثر، طرب انگیز اور کیف آفریں کلام ہے، جس کو پڑھ کر مجھ جیسا خشک آدمی اپنے تأثرات کو ضبط نہ کرسکا اور بے اختیار ایک وجد آور گریہ طاری ہوگیا۔

حضرت مفتی محمد حنیف صاحب جون پوری: حق تعالیٰ نے جہاں ان کو شعر وسخن کا ذوق مرحمت فرمایا ہے، وہیں اتباع سنت وشریعت اور عشق رسول ﷺ کی دولت سے بھی نوازا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام سے جس طرح شعر وتغزل کا لطف ملتا ہے اسی طرح اس کے ساتھ ہی دل میں محبت کی گرمی بھی ابھرتی ہوئی محسوس ہونے لگتی ہے۔

تفصیلات

نام کتاب : شمائل النبی ﷺ

نام مصنف : حضرت الحاج قاری عبدالسلام مضطرؔ ہنسوری مدظلہ

ترتیب وتخریج احادیث : محمد اللہ قاسمی، دارالعلوم دیوبند

کمپوزنگ : عبدالہادی قاسمی

سن اشاعت : ۲۰۰۷ء

صفحات : ۱۶۰

ناشر : مکتبہ عکاظ دیوبند

Muhammadullah Qasmi

Internet Dept, Darul Uloom Deoband

247554 UP INDIA

muhammadullah79@gmail.com

Mobile: 0091-9457049675

انتساب

مرشدی ومولائی حضرت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی قدس سرہ

کے نام

جن کے خُم خانۂ عشقِ نبوی ﷺ سے چند قطرے نصیب ہو گئے تھے

عبد السلام مضطرؔ ہنسوری

فہرست کتاب

- سرورق ۱
- انتساب ۲
- تفصیلات ۳
- مآخذ ومراجع ۴
- فہرست کتاب ۵
- مقدمہ: حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ ۸
- بشارتِ مقبولیت: حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ جون پوری ۱۱
- عظیم المرتبت سند: شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اعظمی مدظلہ ۱۲
- نقدونظر: حضرت مفتی محمد حنیف صاحب مدظلہ ۱۴
- تصدیق: حضرت مولانا ابوالوفا عارفؔ صاحب شاہجہاں پوریؒ ۱۹
- تبصرہ: ماہنامہ الرشاد، اعظم گڑھ ۲۱
- نذرانۂ عقیدت ومحبت ۲۲
- ہدیۂ مورے پیش سلیماں ۲۶
- حمد باسماء اللہ الحسنیٰ ۳۲
- نعت وسلام باسماء النبی ۳۴
- تمہید ۳۶

سراپائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

- قد و قامت ۳۹
- رنگ و جمال ۴۰
- سر مبارک و پیشانی اقدس ۴۲
- کاکل و ابروئے مبارک ۴۳
- چشمان و مژگانِ مبارک ۴۴
- بینی و گوش مبارک ۴۴
- روئے انور ۴۵
- دہن و دندانِ مبارک ۴۶
- ریش و گردن اور بغل مبارک ۴۶
- شانہ مبارک ۴۷
- مہر نبوّت و پشتِ مبارک ۴۸
- شکم اور سینۂ انور ۴۸
- ساق و دست و پائے اطہر ۴۹

سیرت و خصائل

- رفتارِ مبارک ۵۰
- کسر نفسی و تواضع ۵۱
- حیا و غیرت ۵۱
- فکر آخرت ۵۲
- تعلق مع اللہ و مجاہدہ ۵۳
- خوف و خشیت ۵۳
- مزاح و بے تکلّفی ۵۴
- گفتہ او گفتہ اللہ بود ۵۴
- گفتار و کلامِ مبارک ۵۵
- آوازِ مبارک ۵۵
- وسعتِ اخلاق ۵۶
- پردہ پوشی و پردہ داری ۵۶
- مکارمِ اخلاق ۵۷
- سلامتیِ طبع ۵۸
- صبر و بُردباری ۵۹
- شفقت و رحمت ۵۹
- مجلسِ نبویؐ ۶۰
- مجالست و موانست ۶۰
- ہمدردی و خبر گیری ۶۱
- جود و سخاوت ۶۲
- الفقر فخری ۶۳
- تدبیر منزل ۶۴
- نشستِ طعام ۶۴
- تعظیم نعمت ۶۵
- مرغوبات و ماکولات ۶۵
- تقلیلِ منام و طعام ۶۶
- نشستِ عام و ضبطِ اوقات ۶۷
- خوشبوئے ذاتی و طیب خلقی ۶۷
- قوتِ بصارت ۶۹
- قوت و شجاعت ۶۹
- لباس و پوشاک ۷۰
- نعلین مبارکین ۷۱

سیرتِ طیبہ کا اجمالی خاکہ

نعتیں

- بلغ العلی بکمالہ ۷۸

- مظہرِ ذات حق سلام علیک ____ ۸۰
- سلام علیک ____ ۸۱
- محمد ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا ____ ۸۳
- اللھم صل علی محمد ﷺ ____ ۸۴
- حسن تصور ____ ۸۷
- درود و سلام ____ ۸۹
- صہبائے حجاز ____ ۹۰
- ساقی نامہ ____ ۹۲
- نوائے شبینہ ____ ۹۴
- یا آپ کا دامن ہوا ____ ۹۶
- نام آہی گیا ____ ۹۸
- نور علی نور ____ ۱۰۰
- شیش محل ____ ۱۰۲
- حسرتِ دید ____ ۱۰۵
- بادۂ شوق ____ ۱۰۷
- ناسورِ کہن ____ ۱۰۹
- حدیث حسن ____ ۱۱۱
- متاع یاد ____ ۱۱۳
- پرسشِ شوق ____ ۱۱۵
- حسرتِ ناکام ____ ۱۱۶
- معذرت ____ ۱۱۸
- اگر اللہ نے چاہا ____ ۱۲۰
- کاروان حجاز ____ ۱۲۲
- سکرات وقت ____ ۱۲۳
- اشکِ حسرت ____ ۱۲۵
- امیدِ بہار ____ ۱۲۶
- نوائے جرس ____ ۱۲۸
- ترانۂ شوق ____ ۱۲۹
- جذب خام ____ ۱۳۰
- بہار دیکھتے ____ ۱۳۲
- پیغام محبت ____ ۱۳۴
- فرمائش ____ ۱۳۶
- استفسار ____ ۱۳۸
- ظن عبد ____ ۱۴۰
- سفرِ عشق ____ ۱۴۲
- معراجِ خیال ____ ۱۴۶
- دیار نبی ﷺ دیکھتے گر نہ جا کے ____ ۱۴۸
- تھے جب حاضرِ بارگاہ... ____ ۱۵۱
- منزلِ شوق ____ ۱۵۳
- کچھ نہ پوچھئے ____ ۱۵۵
- ہے کعبے کی کیا بات ____ ۱۵۷
- طواف وداع ____ ۱۵۹

مقدمہ

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں صاحب ندویؒ

الحمد للّٰہ والصّلوۃ والسلام علی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وأصحابہ وسلّم.

حضرت ہند بن ہالہ التمیمی ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب تھے۔ ان کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارکہ اور آپ کی وضع قطع کا نقشہ الفاظ میں کھینچنے کا ملکہ تھا، اس لیے ان کو وصّاف رسول کہا جاتا ہے۔ حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما اپنے والد ماجد سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ذوق وشوق سے سنا کرتے۔ آنحضرت کی رفتار وگفتار، معمولات معلوم کیا کرتے۔ ان کے علاوہ ام معبد الخزاعیہ کی روایت تمام سیر ومغازی کی کتابوں میں مذکور ہے۔ بیہقی اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں تفصیل سے ان کو بیان کیا ہے۔ ابن الاثیر نے اس کی شرح لکھی ہے۔ صحابۂ کرام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو تعلق اور والہانہ وابستگی تھی اور آپ کی محبت جس طرح ان کے دل ودماغ کے باریک ریشوں اور رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی کہ باوجود اس کے کہ وہ خود اپنی آنکھوں سے آپ کا جمال جہاں آراء دیکھ چکے تھے، مگر اس کے بیان کرنے اور سننے میں اور بار بار اس کے تذکروں میں ان کو روحانی مسرت حاصل ہوا کرتی تھی۔ یہ تمام روایات امام ترمذی نے یکجا کردی ہیں اور اپنی سنن میں ایک باب شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مرتب کردیا ہے، اس کی بیسیوں شرحیں

لکھی گئی ہیں۔ ان میں سب سے ممتاز شرح ابن الاثیر کی ہے جو منال الطّالب فی شرح طولِ الغرائب میں موجود ہے۔ اس کتاب کے معاصر محقق محمد الطناجی نے اپنے مقدمہ میں ایک منظوم حلیۂ مبارکہ کی نشاندہی کی ہے جو عربی میں اس موضوع پر پہلی کاوش ہے۔ حلیۂ مبارکہ کے بیان کرنے کے لیے حضرت حسن بن علیؓ اور ام معبد الخزاعیہ سے جو روایتیں ہیں ان کے الفاظ عام فہم سے علیٰحدہ اور نامانوس ہیں جن کو عربی میں غریب کہتے ہیں۔ ان کو سمجھنے کے لیے عربی ادباء کو بھی لغت سے مدد لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ نحوی تراکیب کا سمجھنا بھی عربی صرف ونحو پر دسترس کا طالب ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ صدرِ اسلام میں کسی پُرعظمت اور اہم بات کو بیان کرنے کے لیے اسی طرح کی زبان استعمال کی جاتی تھی۔ سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد میں تقریریں نقل کی گئی ہیں جو آنحضرت کی خدمت میں قبائل سے آئے ہوئے وفود کیا کرتے تھے۔ اور ان کے جوابات جو آنحضرت سے منقول ہیں وہ بھی اسی نہج کے ہیں۔ ابوسلیمان الخطابی نے ان روایات میں غریب الفاظ کی کثرت اور پیچیدہ تراکیب کا سبب یہ بتایا ہے کہ اس طرح کے جملے یاد کر لیے جاتے تھے اور ان کو بجنسہٖ نقل کرنا آسان ہوتا تھا برخلاف اس کے اگر عام بول چال میں ان کو بیان کیا جاتا تو صرف معانی محفوظ رہتے اصل الفاظ کم یاد رہتے۔

ان روایات کے ترجمے کثرت سے ہوئے ہیں۔ اردو میں قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ للعالمین میں ام معبد کی روایت کا بہت اچھا ترجمہ کیا ہے جس کے الفاظ دلنشیں اور عربی کے قریب تر ہیں۔ سیرت نگاروں میں مولانا شبلی نعمانی نے تمام روایات کو یکجا کر کے سادہ الفاظ میں حلیۂ مبارکہ اور معمولات کا ذکر کیا ہے۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہما اللہ نے بڑے ذوق وشوق سے ترمذی کے ''کتاب الشمائل'' کا ترجمہ کیا ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے خطباتِ مدراس میں ایک خطبہ کی بنیاد انھیں روایات پر رکھی ہے۔ اردو میں

نظم کرنے کی توفیق وسعادت میرے علم میں سب سے پہلے جناب عبدالسلام مضطؔر صاحب ہنسوری کے حصہ میں آئی ہے اور ایسی عبارتیں جن کا ترجمہ نثر میں بھی مشکل ہے نظم میں بیان کرنا بڑی شاعرانہ مہارت کا طالب ہے اور مشکل کام ہے، لیکن ذاتِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ تعلق اور جذباتی عقیدت ان تمام مشکلات کا حل ہے اور یہی تعلق ہم سب کا رأس المال اور سرمایۂ لازوال ہے۔

راقم السطور مضطؔر ہنسوری صاحب کو مبارک باد دیتا ہے کہ انھوں نے اپنی شاعرانہ صلاحیت، نظم پر قدرت اور وقت ومحنت اس محبوب موضوع پر صرف کی جو تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے، عشقِ رسول کا مظہر ہے اور زبان وادب کی خدمت بھی۔

ابوالحسن علی ندوی
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
۸؍ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

بشارتِ مقبولیت

حضرت اقدس سیدی ومرشدی مولانا الشاہ عبد الحلیم صاحبؒ
بانی مدرسہ ریاض العلوم گورینی، ضلع جونپور یوپی

حلیۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیثوں میں موجود ہے، شمائل ترمذی اسی موضوع پر ہے۔ اردو زبان میں بھی سیرت پر کتابیں لکھی گئی ہیں، لیکن سراپائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اردو نظم کے لباس میں ابھی تک منصۂ شہود پر جلوہ گر نہیں ہوسکا تھا۔ اس لیے کہ یہ بہت مشکل اور نازک ترین مقام ہے اور جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، لیکن جناب قاری عبدالسلام صاحب سلمہ نے دلِ مضطر کے ساتھ اس وادی پُر خار میں قدم رکھا ہے اور اپنے دامن کو بچا کر اس وادی سے صاف گذر گئے ہیں۔ ان کی اس ہمت مردانہ پر صد آفریں ہے۔ اشعار میں نہ تو شاعرانہ مبالغہ آرائی ہے نہ حقیقت سے انحراف ہے، آداب کی پوری رعایت ہے اور ساتھ ہی ساتھ فن کاری اور پرکاری بھی ہے، اجتماعِ ضدین کیوں کر ممکن ہوا، ظاہر ہے توفیق الٰہی اور عشق ومحبت کی کارفرمائی ہے۔

کتاب مختصر مگر پوری کتاب انتخاب ہے۔ ہر شعر کے نیچے حاشیہ میں حدیث کا متن درج کردیا گیا ہے۔ اہل نظر ملاحظہ فرمائیں تو محظوظ ہوں گے۔ اہل عشق ومحبت حرزِ جاں بنائیں تو تسلی پائیں گے۔ اہل علم مطالعہ کریں تو بیانِ سراپا کے نئے اسلوب پائیں گے۔

وآخرُ دعوانا أن الحمدُ للّٰہِ رب العٰلمین.

(دستخط حضرت مولانا) عبد الحلیم عفی عنہ

عظیم المرتبت سند

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب اعظمی مدظلہ
شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

''حلیۂ نبی اکرمﷺ'' شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا منظوم ترجمہ بعض احباب کی کرم فرمائیوں سے نظرنواز ہوا۔ اس سے پہلے محترم مضطر صاحب کا کلام پڑھنے یا سننے کی سعادت کبھی نصیب نہیں ہوئی تھی، ماشاء اللہ نہایت ہی پاکیزہ، مؤثر، طرب انگیز اور کیف آفریں کلام ہے، جس کو پڑھ کر مجھ جیسا خشک آدمی اپنے تأثرات کو ضبط نہ کرسکا اور بے اختیار ایک وجد آور گریہ طاری ہوگیا۔

بلاشبہ ہر زمانے کے ادباء وشعراء مختلف زبانوں میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور وصف پر طبع آزمائی کرتے رہے ہیں اور اپنے عاشقانہ جذبات کی نذر بارگاہِ رسالت میں پیش کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں، مگر سچی حقیقت یہ ہے کہ آپ کے واصف اظہار عجز کرتے ہوئے لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَ لَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ اٹھے اور آپ کے ناعت تنگیٔ دامانِ نگہ کا گلہ کرتے ہوئے بول اٹھے ؎

دامانِ نظر تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار

گل چینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

اور سعدیؒ باوجود بے پایانیٔ سخن کے درماندہ ہوکر رہ گئے ؎

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

اور صحیح بات تو یہ ہے کہ سوز و ساز کبھی بھی ختم ہونے والا نہیں اور ہر مومن کی زندگی اسی سوز و ساز سے وابستہ ہے۔ اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ اس مجموعہ کو امت کے لیے مفید سے مفید تر بنائے۔ اور محترم قاری صاحب کو جزائے خیر عنایت فرمائے ؎

آمين آمين لَا أقول لواحدةٍ
حتّٰى أضمّ إليها ألف آمينَا

عبدالحق غفرلہ
خادم دارالعلوم دیوبند
یکم ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ

نقد ونظر

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد حنیف صاحب دامت برکاتہم
سابق شیخ الحدیث وصدر جامعہ ریاض العلوم گورینی جون پور

(مبسوط تقریظ کا اختصار اور تلخیص معذرت کے ساتھ)

نحمده ونصلي على رسوله الكريم وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بالإحسان إلى يوم الدين. أما بعد:

فبلغ العلى بكماله وكشف الدّجىٰ بجماله
حسنت جميع خصاله صلّو عليه وآله

مدح ومنقبت نام ہے کسی کے کمالاتِ بالغہ، اخلاقِ فاضلہ اور صورِ جمیلہ کے قدرِ وسعت اظہار واقعی کا۔ اور کس امر کا واقعی اظہار جب ہی ممکن ہے کہ اس شئ کی کُنہ اور حقیقت کا واقعی ادراک اور احاطہ بھی طرق بشری کے لیے ممکن ہو۔ سو جس طرح بہت سے حقائق اور حقیقتیں انسان کے احاطۂ علمی سے خارج اور اس کے فہم سے بالاتر ہیں، اسی طرح حقیقت محمدیہ علیہ الصلوۃ والسّلام، کمالات نبوت اور سرکارِ دو جہاں روحی فداہ کے حسنِ ظاہر کا واقعی ادراک اور اس کی کنہ تک رسائی ماسوا اللہ کے فہم وادراک سے وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے۔ عارف شیرازی نے حرف بحرف سچ فرمایا کہ ؎

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّهٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور اس لا انتہائیت کو ہمنوائے بلبل شیراز خواجہ عزیز الحسن رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ تھانوی کے مجذوب نے اس طرح ادا کیا ہے:

جن و ملک ہوں یا بشر، سب میں تو ہی ہے خوب تر

تجھ میں نہیں کوئی کسر، ہاں مگر اک خدا نہیں

اس لیے آں سرورِ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منقبت کا نہ حق ادا ہوسکتا ہے نہ شمائل و خصائل کا، نہ حلیہ مبارکہ وسراپا کا بیان ممکن، سچ فرمایا صاحب قصیدہ بردہ نے:

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَهٗ

حَدٌّ فَیُعْرِبُ ناطقٌ بِفَمِ

مگر باایں ہمہ عشاق اور اہل محبت نے اپنی اپنی تسکینِ خاطر اور دلِ مضطرب کی تسلی کے لیے اپنی اپنی بساط بھر قدر ممکن ہر باب میں خواہ وہ مدح ومنقبت کا باب ہو یا شمائل وسراپا کا، کوشش اور کاوش کی ہے اور مقصود ہر ایک کا قدرِ مشترک یہی رہا کہ خریدارانِ یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میں نام ہو جائے ؎

ہمینم بس کہ داند ماہرویم

کہ من نیز از خریدارانِ اویم

چنانچہ خیر القرون حضراتِ صحابہ وتابعین کے دور سے لے کر آج تک ہر صاحب نصیب ونسبت نے اپنے اپنے سفینۂ قلب کو اس دریائے خون کے گرداب میں ڈالا اور اپنے اپنے شوق ومحبت کی مقدار نعت وشمائل اور حلیۂ مبارکہ کے گوہر ہائے آبدار کو نکال نکال کر دلِ نامراد کی مراد برآری کی بلیغ کوششیں کی ہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ اس

عقبۂ دشوار گزار میں قدم رکھتے ہی سب کی زبانِ حال سے صدا آئی تو یہی آئی کہ ؎

کشتیٔ دل یہ ناگہاں آ گئی ناخدا کہاں
ٹِنے تو ابتدا نہیں بڑھے تو انتہا نہیں

پھر ہوا کیا؟ یہی ہوا کہ اس راہ کے پختہ کار شہ سواروں نے اس آہ وفغاں کے جواب میں ؎

بحریست بحرِ عشق کہ ہیچش کنارہ نیست
ایں جا جز ایں کہ جاں بسپارند چارہ نیست

کا نعرہ بلند کیا، جس کا اثر یہ ہوا کہ ان قتیلانِ محبت نے سر دھڑ کی بازی لگائی اور دل بیچ کر جنوں کا سودا کرنے والوں نے جو کچھ کرنا تھا کیا۔ اور جو کہنا تھا کہہ کر اپنے اپنے دل کی بھڑاس نکالی، پھر بایں ہمہ ان کی یہ تجارت تجارتِ رابحہ ہی ٹھہری کہ ؎

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

القصہ اس جام وسبو کا دور برابر چلتا رہا۔ لنڈھانے والے لنڈھاتے رہے اور پینے والے نہ سیراب ہوئے نہ سیر!

پھر یہ باب کوئی باب نبوت نہیں تھا کہ خاتم کی بعثت اور ارسال سے بند کر دیا جاتا بلکہ کَم تَرَکَ الأولُ لِلآخرِ کے دستور پر بہتیرا ایسا بھی ہوا ہے اور ہوتا رہے گا کہ بعد والے بعضے خصوصیات کے اعتبار سے وہاں پہنچے ہیں، جہاں اوروں کی رسائی نہیں ہوئی، خواہ فضل کلی کا سہرا اہل تقدم ہی کے سر کیوں نہ ہو، نیز یہ کہ جب حسن لامحدود اور کمالات لامتناہی اور ان کی کنہ غیر محاط تو اظہار و بیان کے ختم وانتہا کے کیا معنی؟ حق تعالیٰ جل مجدہ ہمیشہ سے اس راہ میں مسابقت کرنے والے جاں باز پیدا فرماتے رہے اور تا قیام قیامت پیدا فرماتے رہیں گے۔

اسی دستور کے مطابق یہ دور بھی خالی نہ رہا اور نہ خالی ہے اس وقت خصوصیت سے اپنے مخدوم ومحترم بزرگ اور دوست عاشقِ رسول ﷺ قاری عبد السلام صاحب دام اقبالہ المتخلص بہ مضطر ہنسوری کا نام لینا چاہتا ہوں کہ اس دور انحطاط میں حق تعالیٰ نے جہاں ان کو شعر وسخن کا ذوق مرحمت فرمایا ہے، وہیں اتباع سنت وشریعت اور عشق رسول ﷺ کی دولت سے بھی نوازا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام سے جس طرح شعر وتغزل کا لطف ملتا ہے اسی طرح اس کے ساتھ ہی دل میں محبت کی گرمی بھی ابھرتی ہوئی محسوس ہونے لگتی ہے۔

ان کی مختلف الانواع نظموں اور نعتوں میں یہ ایک نظم حلیۂ مبارکہ پر مشتمل ہے، جس میں ان کے سازِ دل کو تصور حلیۂ مبارکہ اور مضرابِ عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں نے کچھ اس طرح چھیڑا ہے کہ وہ سراپائے مبارک کو نظم کا لباس پہنانے پر مجبور اور ساتھ ہی محوِ حیرت مضطر اور مضطرب نظر آتے ہیں اور میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ نواح عشق ہے ہی ایسا تیہۂ حیرت کہ اس میں قدم رکھتے ہی تحیر، قلق، حسرت، یاس اضطراب دامن دل کو تار تار اور گریبانِ جگر کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیتے ہیں۔ غالبًا حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مقام سے یہ صدائے درد انگیز لگائی تھی ؎

دل می رود ز دستم صاحبدلاں خدا را
دردا کہ رازِ پنہاں خواہد شد آشکارا

مگر بایں ہمہ انھیں کے قول ع

''اپنی اپنی نظر، اپنا اپنا جگر، حوصلہ اپنا ہے، اپنا مقدور ہے''

حق تعالیٰ جل مجدہ نے ان کو ایسی نظر، ایسے جگر، ایسے حوصلے، اور ایسے مقدور کی دولت ارزانی فرمائی کہ انھوں نے اس دریائے ناپیدا کنار میں شناوری کی ہمت کی اور بتوفیق ایزدی اس کہ تہ سے ایسے ایسے گوہر ہائے آبدار نکالے ہیں کہ گلے کا ہار ہی بنانے کے قابل نہیں بلکہ جاں نثار کرنے کے لائق ہیں ؎

تمنا ہے کہ ہر ہر بال کی سوسو بلائیں لوں
جو ہاتھ آئے مرے گیسو تری زلف معنبر کا

سچی بات تو یہ ہے ؎

مرا از زلف تو موئے بسند است
ہوس را رہ مدہ بوئے بس اند است

اور یہاں تو سراپا ہے، ظاہر ہے کہ کس قدر قابل قدر کتنا بڑا سرمایۂ تسکینِ دل مہجور ہوگا۔ مگر شرط وہی ہے کہ دل محبت آشنا ہو۔

اصل مضمون کی دلربائی اور جاذبیت اِس مضمون کی درازی کا سبب ہے، امید کہ بارِ خاطر ناظرین نہ ہوگا۔

والحمد للّٰه ظاهرًا و باطناً على إتمام ذٰلك.

(مولانا مفتی) محمد حنیف عفی عنہ (دامت برکاتہم)

۵؍ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

تصدیق

خطیب دوراں حضرت مولانا ابوالوفا عارفؔ صاحب شاہجہاں پوریؒ
سابق صدر جمعیۃ علمائے صوبہ یوپی

درج ذیل تصدیق ۱۹۶۸ء میں حضرت مضطرؔ مدظلہ کے دوسرے شعری مجموعہ کے لیے لکھی گئی تھی۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کے اقتباسات پیش کیے جارہے ہیں۔

حامداً و مصلیا و مسلما

حضرت مولانا حکیم قاری عبدالسلام صاحب مضطرؔ ہنسور، ضلع فیض آباد اپنے علم و عمل، زہد و تقویٰ میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ آپ کا ذوقِ شعر و شاعری اب ''گلدستۂ حرم'' کے منصّۂ شہود پر آنے کے بعد کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ مولانا کا یہ ذوق خداداد ہے، ہر صنف شعر میں بحمداللہ کافی مہارت ہے، فنی خصوصیات کے ساتھ ساتھ مضامین کی صحت اور بلندی قابل داد ہے، بالخصوص نعت کے سلسلے میں زائر حرم حمید صاحب لکھنوی کو فضل تقدم ضرور حاصل ہے مگر مولانا کی نعتیں اپنے اندر جو خصوصیات رکھتی ہیں، اس صدی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ نعت کا میدان باوجود وسعت کے بے حد نازک اور خطرات سے پر ہے، بے پناہ جذبات پر شرعی ادب کی پابندیاں از اول تا آخر قائم رکھنا اللہ کے فضل و کرم اور دست گیری کے بغیر ناممکن ہے۔

یہ ان کا کرم ہے ورنہ یہاں جبریلؑ کے پر بھی جلتے ہیں
مضمون میں نعتِ سرورؐ کے کچھ ایسی نزاکت ہوتی ہے

ایک سلیم طبع اور بلند پایہ ذوق کسی نظم یا نعت میں جس چیز کو تلاش کرتا ہے مولانا کے مجموعہ میں ان شاء اللہ وہ سب کچھ بدرجۂ اتم ملے گا اور اس دَور میں اہل ذوق جو تشنگی محسوس کرتے ہیں اس کی سیرابی کا ان شاء اللہ مکمل اہتمام پائیں گے۔ میں تقریظ لکھنے میں بے حد کوتاہ قلم ہوں، احباب کو اس کا شکوہ ہے مگر صاحب کلام کے تقاضے کو تو ٹلا سکتا ہوں مگر جب کلام کا خود تقاضہ ہو تو اس کا ٹالنا میرے بس سے باہر ہے۔

ابوالوفاء عارف شاہجہانپوری

۲۹/ جون ۱۹۶۸ء

تبصرہ

ماہنامہ ''الرشاد'' اعظم گڑھ فروری ۱۹۸۸ء مطابق جمادی الآخر ۱۴۰۸ھ

حلیۂ مبارکہ کو نظم کا روپ دینا کاوش فکر کا بہترین ثمرہ ہے۔ یہ کوئی آسان اور ہموار میدان نہیں ہے، یہ وہ میدان ہے جہاں نثر کا اشہبِ قلم بھی ہار مان لیتا ہے، مگر یقیناً یہ شاعرانہ کمال اور ذاتِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ تعلق ہے کہ ماشاء اللہ فاتحانہ گزر گئے۔

دل سے دعا نکلتی ہے کہ خدا اس قیمتی کاوشِ فکر کو قبول فرمائے اور اسے نفع بخش بنائے۔ آمین

بلغ العلی بکمالہٖ کشف الدجی بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلو علیہ وآلہٖ

نذرانۂ محبت وعقیدت

اگر میں والد محترم سے یہ تعارفی سطور لکھنے کی اجازت لیتا تو یقیناً مجھے اس سے منع کر دیتے، اسی خوف سے اجازت کی زحمت نہ کی گئی اور یہ جسارت محض اس خیال سے کی گئی کہ میرے اوپر جو شفقتِ پدری کے عظیم احسانات ہیں اس کا تقاضا ہے کہ کم ازکم آپ کی شخصیت کی ایک جھلک قارئین کے سامنے پیش کروں۔ امید کہ اس جسارت وگستاخی کو معاف فرمائیں گے۔ اس سلسلے میں جو بھی خوبی وخرابی ہوگی اس کی ذمہ داری اس ناچیز کی ہوگی۔

محمد اللہ خلیلی قاسمی، ناظم شعبۂ انٹرنیٹ، دارالعلوم دیوبند

لفظ 'شاعر' سے عام طور پر کسی شخصیت کے سلسلے میں جو ایک تصور ابھرتا ہے وہ والدِ محترم حضرت الحاج حکیم قاری عبدالسلام مضطرؔ ہنسوری کی تقدس مآب شخصیت کے تئیں کم ازکم مجھ ناچیز کو کسی طرح پسند نہیں۔ اس لفظ سے معاصر دنیا میں عموماً جو اوصاف و لوازم جڑے ہوئے ہیں میرا ادب واحترام مجھے اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ میں اس لفظ سے ان کا تذکرہ شروع کروں۔ ۱۹۲۴ء میں آپ کی ولادت ایک ایسے ہی گھر میں ہوئی جس کا بزرگوں سے قدیم تعلق رہا ہے۔ وطن ہنسور ضلع امبیڈکر نگر (فیض آباد) کے بڑے بوڑھوں میں مشہور ہے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ جب ادھر سے اپنے سفر کے دوران گذرے تو انھوں نے آپ کے نانا کو مسجد میں دیکھ کر فرمایا کہ 'یہ نیک معلوم ہوتے ہیں'۔ اسی طرح آپ کے والد محترم حافظ خلیل اللہ صاحبؒ بھی جامع مسجد کے امام وخطیب اور ورع وتقوی میں ضرب المثل تھے۔

بچپن ہی سے والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، لیکن آپ پر علم کی دُھن ایسی سوار تھی کہ دن کو تو کام کرتے رات کو پڑھنے بیٹھ جاتے۔ غربت و یتیمی کے اس دور میں والدہ، چھوٹے بھائی اور چار بہنوں کی کفالت و خبر گیری کے بارِ گراں کے باوجود تعلیم و تعلم سے رشتہ کبھی نہ ٹوٹا۔ کتابیں ہمیشہ حرزِ جان بنی رہیں اور علماء کی محبت و صحبت سے ہمیشہ لطف اندوز ہوتے رہے۔ باضابطہ مکتب و مدرسہ میں داخل ہو کر تو پڑھ نہیں سکے لیکن اپنی محنت و ذہانت سے اردو و فارسی کے معیاری ذوق کے ساتھ ہندی و انگلش کا ضروری علم بھی حاصل کیا۔ عربی کی صلاحیت کا اندازہ تو اس مجموعہ کے ناظرین خود کر لیں گے۔ ذہانت و فطانت خداداد تھی۔ معاصر تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے۔ طب و حکمت سے بھی اللہ تعالیٰ نے حظ وافر مرحمت فرمایا۔ یونانی اور ایلو پیتھک کے ایک کامیاب معالج ہیں۔ حذاقت کا عالم یہ ہے کہ ادھر تقریباً پندرہ برسوں سے محض اپنی مصنوعات پر مطب چل رہا ہے۔ اسلامی علوم خصوصاً فقہ و تصوف زیادہ عزیز رہا۔ فقہ کی جزئیات پر وہ عبور ہم جیسے افتاء کی سند لے کر ڈھونے والے بغلیں جھاکیں۔ تصوف کے جملہ سلاسل کی باریکیوں کا علم اور پھر وہ اعتدال و توازن جو شاید انھیں کا حصہ ہو۔ علاقہ کے علماء و صلحاء جس طرح آپ کے زہد و تقوی سے متاثر نظر آتے ہیں آپ کے علم کی گہرائی اور فراست ایمانی کے بھی معترف ہیں۔ اتباع سنت، حمیت اسلامی کی وجہ سے انھوں نے ہمیشہ آپ کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا اور عزت بخشی۔

ابتداہی سے شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ سے عشق کی حد تک لگاؤ رہا، حضرت مدنیؒ نے بھی ہمیشہ بڑی شفقت و محبت کا برتاؤ کیا۔ حضرت مدنیؒ کے انتقال کے بعد اشارۂ منامی اور بعض دیگر وجوہات کی بنا پر مصلح الامۃ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادیؒ کے در اقدس پر پہنچے اور وہاں آپ کی الطاف و عنایات کے ساتھ سرخ رو ہوتے رہے۔ ۱۹۶۷ء میں حضرت الہ آبادیؒ کے انتقال کے بعد حضرت مولانا عبدالحلیم

صاحب جون پوریؒ (خلیفہ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادیؒ و شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلویؒ) کے دامن ارادت سے وابستہ ہو گئے۔تا حال مولانا جون پوری کے مدرسہ ریاض العلوم (جو دیار پورب کا بلاشبہ دارالعلوم ہے) کے اساسی رکن شوری ہیں۔حضرت مولانا نے آپ کو خلعت خلافت واجازت سے بھی نوازا۔حضرت مدنیؒ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالجبار صاحبؒ ہنسوری نے بھی خلافت سے سرفراز فرمایا۔جہاں بھی رہے حضرات اکابر کے اعتماد اوران کی عنایات سے بہرہ وررہے۔

شعروشاعری میں اس وقت آپ کا جو سرمایہ محفوظ ہے وہ تمام تر نعتوں اور نظموں پر مشتمل ہے جو ماضی میں کبھی شاخ طوبیٰ، کاروانِ حجاز اور نسیمِ حجاز وغیرہ کے نام سے شائع ہوتے رہے۔حلیۂ نبی اکرم ﷺ ہندوستان و پاکستان میں بار بار چھپی۔ ۱۹۹۸ء میں آپ کی کلیات کوثر و زمزم کے نام سے شائع ہوئی۔آپ کا تعلق ہمیشہ علماء و اہل دل ہی سے رہا، اسی لیے آپ کا کلام معاصر شعراء و ادباء کی نگاہوں سے اوجھل رہا۔علماء نے ہمیشہ آپ کے صاف ستھرے ذوق، جذب دروں اور سوز و ساز کی داد دی۔عصر حاضر میں شعر و ادب کے اندر پائی جانے والی بے اعتدالیوں اور بے ضابطگیوں کی وجہ سے شعروشاعری کے معاصر مزاج و مذاق سے دور رہنے کے باوجود بھی اہل دل اور باذوق علماء نے ہمیشہ آپ کو پذیرائی بخشی اور شہادت دی کہ آپ کے اشعار سے عشق نبوی کی آگ بھڑکتی ہے اور قلب کے لیے تسکین وتسلی کا سامان فراہم ہوتا ہے۔اس کتاب میں شائع ہونے والی تصدیقات و تقریظات اس کی گواہ ہیں۔۱۹۶۸ء میں ہی حضرت مولانا ابوالوفاء عارف شاہ جہاں پوری سابق صدر جمعیۃ علمائے صوبہ یوپی (جو ایک عالم جلیل اور بلند پایہ مقرر ہونے کے ساتھ ایک اچھے شاعر بھی تھے) نے یہ گراں قدر تبصرہ فرمایا:

''مولانا کا ذوق خداداد ہے، ہر صنفِ شعر میں بحمد اللہ کافی مہارت ہے۔فنّی

خصوصیات کے ساتھ ساتھ مضامین کی صحت اور بلندی قابلِ صد داد ہے۔ بالخصوص نعت کے سلسلے میں زائرِ حرم حمید صدیقی لکھنوی کو فضلِ تقدم ضرور حاصل ہے مگر مولانا کی نعتیں اپنے اندر جو خصوصیات رکھتی ہیں اس صدی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔''

حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ باوجود شعر و شاعری سے احتراز و اجتناب کے آپ سے اشعار سننے کی فرمائش کرتے۔ انھوں نے آپ کے مجموعہ کاروانِ حجاز کا بالاستیعاب ملاحظہ فرما کر تحسین کے کلمات ارشاد فرمائے اور فرمایا سب آمد ہے کچھ آورد نہیں۔ نیز اشاعت کا حکم فرما کر طباعت کے خرچ کی پوری رقم بکمال شفقت و محبت مرحمت فرمائی۔

شمائل النبی ﷺ آپ کا شاہ کار، شعری زندگی کا حاصل اور سرمایۂ حیات ہے۔ اردو زبان کیا فارسی و عربی زبانوں میں بھی اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ شمائل کی ادق اور بلیغ احادیث کو نظم کا جامہ پہنانا اور پھر شعری نزاکتوں کا لحاظ رکھنا یقیناً ایک مشکل اور دشوار گزار کام تھا۔ مگر عشق نبوی کی وہ آگ تھی جو آپ کے سینے میں ہمیشہ دہکتی رہی اس نے اس کام کو نہ صرف یہ کہ آسان بنا دیا بلکہ دنیا کی ساری لذتیں اس لذت کے سامنے ہیچ در ہیچ ہو گئیں۔ آپ نے گو اس مبارک مشغلہ کے بارے میں یہ خواہش ظاہر فرمائی کہ:

ع اسی شغلِ مبارک میں نکلتا کاش دَم میرا

لیکن عاشقان نبوت کے لیے یہ مجموعۂ اشعار ایسی بڑی نعمت ثابت ہوا کہ وہ یہ حسرت بھری تمنا کرنے لگے کہ:

باڈو روزہ زندگی جامؔی نہ شد سیرِ غمت
آں چہ خوش بودے کہ عمرِ جاودانی داشتیم

الحمدللہ آپ اس وقت عمر کی آٹھویں دہائی پار کر چکے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ آپ کا سایۂ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر قائم رہے۔ آمین!

ہدیۂ مورے پیشِ سلیماں

بقلم: حضرت قاری عبدالسلام مضطرؔ مدظلہ العالی

روزِ قیامت ہر کسے باخویش دارد نامۂ
من لیک دارم حلیۂ محبوب یزداں در بغل

تاج دارِ اولین و آخرین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل مقدسہ، حلیہ مبارکہ کے سلسلے کی احادیث کا منظوم ترجمہ کرنے کی توفیق اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت عظیم الشان انعام وعطیہ ہے، جس نے محض اپنے فضل وکرم سے اس عامی ظلوم وجہول کو یہ سعادت بخشی۔

ہر اُمّتی کے قلب میں پیغمبر اعظم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق اور جمال مبارک کے دیدار کی تمنا کروٹیں لیتی رہتی ہے، کتنے ہیں جو یہ حسرت لیے قبروں میں چلے گئے اور کسی خوش نصیب کو اگر کبھی خواب میں ہلکا سا پرتو بھی نصیب ہو جاتا ہے تو بیداری میں بھی آنکھیں بند کر کے برسوں مزے لیتا رہتا ہے ؎

اے معبر مژدۂ فرما کہ دوشم آفتاب
درشکر خوابِ صبوحی ہم وثاق افتادہ بود

لیکن ہر شخص اپنے طور پر حلیۂ مبارکہ کا تصور کرتا ہے اور اس تصور سے اپنے جذبۂ محبت کی تسکین وتسلی کا سامان فراہم کرتا ہے، حالاں کہ عام طور پر حلیہ مبارکہ سے صحیح

واقفیت ہر شخص کو حاصل نہیں ہے اور شمائل مقدسہ کے باب کی بکھری ہوئی روایات اور اردو کتابوں کی نثر عبارتوں کو ذہن میں جمع کر کے مستحضر رکھنا بہت مشکل بھی ہے۔اس کے مقابلے میں نظم کا یادرکھنا سہل ہے مگر افسوس کوئی نظم اردو بلکہ فارسی میں بھی صحیح اور مستند روایات کی روشنی میں لکھی ہوئی دستیاب نہیں ہے۔

یہ عجیب بات ہے بزم نعت و منقبت میں ایک سے ایک سحر طراز آئے لیکن یہ موضوع تشنہ ہی رہا۔حلیہ مبارکہ کی صحیح ترجمانی اور عکاسی کسی نے بھی نہ کی۔ بہت سے شعرا نے سراپا لکھے ہیں مگر وہ یا تو مجمل و مہمل ہیں یا فرضی اور غیر واقعی ، یا ان میں غزل کا رنگ ہے، نہ حلیہ مبارکہ سے ان کا کوئی ربط ہے نہ شانِ رسالت سے کوئی مناسبت۔ شعریت اور رنگینی زیادہ سے زیادہ اور حقیقتِ واقعی کم سے کم۔عقلی گھوڑے اس میدان میں عاجز و درماندہ، ذہنی وفکری تگ و دوسعی لاحاصل۔ دراصل سراپائے مقدس کا کما حقہ بیان اور نورِ مجسم کی صحیح تصویر کشی کسی کے بس کی بات بھی نہیں ہے، سچ فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ؎

لَوَاحِيْ زُلَيْخَا لَوْ رَأَينَ حَبِيْبَنَا
لَأثَرْنَ بِالْقَطْعِ الْقُلُوْبَ عَلَى الْيَدِ

حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کی محبت اور فدائیت کی دنیائے عشق و محبت میں کوئی مثال نہیں ملتی انھوں نے اپنی اپنی ہمت وحوصلہ کے مطابق اپنے اپنے فدائیانہ انداز اور بلیغ پیرایہ میں شمائل مقدسہ کی جو تعبیر فرمائی ہے، وہ امت پر ان کا احسان عظیم ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالاتِ معنوی اور علوم و معارف کے ساتھ ساتھ کمالات ظاہری شکل و شباہت، رنگ و جمال اور خلق و خصال کو بھی منضبط فرما کر ان کی بھی تبلیغ فرمائی، ورنہ عاشقِ نامراد کی تسلی کا یہ سامان بھی نہ ہوتا۔

یہ روایات عربی زبان کی بلاغت کا ایک نمونہ ہیں، ان کی پیچیدہ نحوی تراکیب

عام ذہنوں کی دسترس سے بالاتر ہیں اور ان میں عام محاورہ سے الگ غریب الفاظ کی کثرت ہے۔ علماء نے الفاظ کے محض ترجمہ ہی پر اکتفا نہیں کیا ہے۔ بین القوسین میں بھی وضاحت کی ہے اور فوائد بھی لکھے ہیں، نیز حل لغات کے حاشیے بھی چڑھائے ہیں تب جا کر اس کا مفہوم عوام کے ذہنوں سے قریب لا سکے ہیں۔

اس سے آپ اس راہ کے مسافر کی مشکلات کا اندازہ کر سکتے ہیں، جن کو ان تمام نزاکتوں اور لطافتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ربط کے ساتھ ان روایات کا نثر میں نہیں نظم میں ترجمہ کرنا ہو، اس قید اور لزوم کے ساتھ کہ احادیث کے مفہوم اور راویانِ کرام و شارحین کے مقصودِ بیان سے سرِ مو انحراف نہ ہو، نیز تغزل و تصنع اور عوامی زبان اور رسمی اندازِ بیان سے کلیۃً پاک بھی ہو اور عشق و ادب کا سنگم بھی اور نہ کوئی شعر، کوئی مصرع، کوئی لفظ بے سند اور بے دلیل ہو۔ تاکہ وہ احادیثِ شمائل کی متفرق و منتشر روایات کا مجموعہ و گلدستہ بھی ہو اور نامانوس و غریب الفاظ کی مفتاح و کلید بھی، اور وہ ایک ایسے آئینہ کا کام دے سکے جو محبوب دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپائے مقدس کا فی الحقیقت حامل و امین ہو۔ ایک ایک عضوِ مبارک کے جمال جہاں آرا کی زیارت آسان ہو جائے۔ قد و قامت، رنگ و رو، حسن و جمال، رفتار و گفتار، نشست و برخاست کے نظارے سے قلب و نظر کو منور کیا جا سکے۔

یقین کیجیے کہ ایک ایک حدیث کا مفہوم ادا کرنے میں بیسیوں شعر کہے اور چاک کر ڈالے، کبھی مبالغہ ہو گیا اور کبھی نفس الامر کی تعبیر و بیان میں کمی اور نقص واقع ہو گیا۔ اور کبھی خلاف واقعہ ہو کر کچھ کا کچھ ہو گیا۔ فنی حیثیت سے بہت سے اچھے اشعار جب حدیث کے معیار و میزان پر نہیں تُلے تو انھیں مسترد کر دینا پڑا۔ اور بھرتی کے پھیکے اشعار اور تُک بندیوں کو اس لیے گوارا کر لیا کہ وہ حدیث کے مفہوم سے قریب تھے ؎

حکایت قد آں یار دل نواز کنیم
بایں بہانہ مگر عمر خود دراز کنیم

یہ نظم ایک معمولی سے خاکے کی حیثیت رکھتی ہے۔نہ یہ مکمل ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال و جمال کا احاطہ انسان کی کیا مجال فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔اس بحرِ بے کنار میں زندگی بھر کوئی غواصی کیا کرے اور موتیوں کی مالا بنایا کرے۔

اس میں شاعری کے محاسن نہ تلاش کیے جائیں، یہاں نہ وہ مقصود ہے نہ اس موضوع کے لیے وہ زیبا۔ اس کاوش سے میری یہ غرض ضرور ہے کہ کسی صاحب صلاحیت کو میری یہ ناقص سعی تازیانہ لگائے اور وہ اس سے بہتر نقاشی کردے۔

اپنے عجز و قصور اور بے بضاعتی کا مجھے اعتراف و اقرار ہے، میں شرمندہ ہوں کہ اس نظم کا جو حق تھا وہ ادا نہ ہوا، اللہ مجھے معاف فرمائے۔ نہ جانے کہاں کہاں ٹھوکریں کھائی ہیں۔ کتنی لغزشیں اور خطائیں سرزد ہوئی ہیں اور خامہ بہ دہن کتنے نامناسب اور بے ڈھنگے الفاظ شانِ رسالت میں استعمال کیے ہوں گے اور احادیث مبارکہ کی کتنی غلط اور غیر صحیح ترجمانی کی ہوگی ؎

اے بروں از وہم و قال و قیل من
خاک برفرق من و تمثیل من

اس امید و بیم کی کشمکش میں غلطاں و پیچاں تھا کہ رحمت خداوندی کی کارفرمائی ہوئی، نسیم کرم کا ایک جھونکا آیا اور مجھ کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے لے جا کر حریمِ قدس آستانۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اتار دیا۔ زادہا اللہ شرفاً و نوراً ؎

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل
نسیمِ صبح تیری مہربانی

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضری کی ہمت اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے نہیں ہو رہی تھی بالآخر اسی شمائل مبارکہ پر مشتمل نظم کو وسیلہ بنایا اور یہ نذرانہ جالی مبارک سے بہت قریب ہو کر بارگاہِ نبوت میں عاجزانہ پیش کر دیا۔ اور قبول فرما لینے کی التجا کی۔

وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا

خَدمته بمدِيحِ استَقِيلُ بِهٖ
ذُنُوبَ عُمرٍ مَضىٰ فِي الشِّعُرِ وَ الظُّلَمِ

''میں نعتوں کا نذرانہ پیش کر کے عمر بھر کے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جو شعر گوئی اور تاریکیوں میں گذر گئی۔''

نیز مسجد نبوی اور مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ممتاز علمائے کرام اور مشائخ عظام کی خدمات میں ''حلیۂ نبی اکرم ﷺ'' مطبوعہ کتاب ہدیہ کی۔ وہاں کے زمانۂ قیام میں اس کتاب کی جو مقبولیت و پسندیدگی مشاہدہ میں آئی، اس کا بیان ''چھوٹا منہ بڑی بات'' ہو جائے گی۔

ایک روز بعد نماز عشاء روضۂ اقدس علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام پر عرض و معروض کے لیے حاضر ہو رہا تھا، جالی شریف کے قریب حرمِ نبویؐ میں درس دینے والے ایک بزرگ عالم نے مجھے روک کر میرے ہاتھوں میں ایک بیش قیمت حلّہ دیتے ہوئے فرمایا کہ تم نے ''حلیۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم'' پیش کیا ہے میں تم کو یہ حُلّہ پیش کرتا ہوں۔

اللہ اللہ شہنشاہ کے دربار میں کسی دوسرے کی کیا مجال کہ داد و دہش کا معاملہ کرے۔ بظاہر ہاتھ دوسرا نظر آرہا ہے مگر کیا عجب ہے کہ یہ خلعت اسی کریم کی بخشش اور نوازش ہو جس نے اسی دربار میں اپنے ایک مجرم اور مستحق قتل کعب ابن زہیر کو جب وہ عفو و رحم کے طلب گار ہو کر حاضر ہوئے تھے اور اپنا قصیدہ "بانت سعاد" بارگاہِ نبوت میں سنانا شروع کیا، وہ جب اس شعر پر پہنچے ؎

إن الرّسولَ لنورٌ يستضاء به
مهند من سيوفِ الهندِ مسلولٌ

تو آپ نے من سیوف اللہ سے اصلاح فرمائی اور اس طرح شعر کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا۔ پھر جب وہ قصیدہ سنا چکے تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش

ہوکر وہ بردِ یمانی جواس وقت زیب تن فرمائے ہوئے تھے،ان کوعطا فرمادی تھی۔اُسی ذات والا صفات نے مجھ گنہ گار کے ساتھ بھی یہ معاملہ فرمایا ہوتو اس کی رحیمی و کریمی سے کچھ بعید نہیں۔

اسی طرح حرم کعبہ مسجد حرام میں درس دینے والے اور بلد امین زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کے مقیمین علمائے مدرسہ صولتیہ اور دوسرے ملکوں کے زائرین علمائے کرام کو بھی یہ کتاب ہدیہ کی۔ یہاں بھی اس کی مقبولیت اوراس سے شیفتگی کے جو واقعات سامنے آئے اس کا تذکرہ ''اپنے منہ میاں مٹھو'' بننے کی بات ہوجائے گی۔

اور ہندوستان کے عربی مدارس میں علمائے کرام اور طلبۂ حدیث میں اس کو جو مقبولیت ہے، خصوصاً دارالعلوم دیوبند میں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا محض فضل و کرم اور احسان ہے، کہ اُس نے اِس سیہ کار کے اعمال نامے کے اس حسنہ سے زینت بخشی۔ مولائے کریم سے التجا ہے کہ جس طرح دنیا میں میری عیب پوشی فرما کر عزت عطا فرمائی اسی طرح آخرت میں عفو و درگذر کا معاملہ فرمایا جائے اور میرے عیبوں اور گناہوں کی ستاری کی جائے ؎

هكذا أنعم إلى دار السلام
بالنّبيّ المصطفى خير الأنام

الحمد للّٰه الذي بنعمتهٖ تتمّ الصّالحات وصلّى اللّٰه على سيّد الكائنات صلٰوة تسبق الغايات۔ ع

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتیم

عبد السلام مضطرؔ ہنسوری
ہنسور ضلع امبیڈکرنگر (سابق فیض آباد)، یوپی

حمد

بأسماء اللّٰه الحسنى

اَللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْحَقُّ هُوْ مَالِكُ الْمُلْكِ ، اَلْمُنْتَقِمْ ، اَلْعَفُوّ
اَلْحَسِيْبُ الْحَفِيْظُ الْحَلِيْمُ الْحَكِيْمْ اَلصَّبُوْرُ الشَّكُوْرُ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمْ
اَلْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرْ اَلرَّؤُفُ السَّلَامُ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرْ
اَلْمُجِيْبُ الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدْ اَلْكَبِيْرُ الْوَدُوْدُ الشَّهِيْدُ الْمَجِيْدْ
اَللَّطِيْفُ الرَّقِيْبُ الْقَوِيُّ الْعَلِيْ اَلْمَلِكْ ، اَلْاَحَدْ ، اَلصَّمَدْ ، اَلْغَنِي
اَلْبَدِيْعُ الْمُعِيْدُ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمْ نُوْرْ ، مُتَعالْ ، اَلْحَيُّ ، رَبٌّ ، عَظِيْمْ

مُؤْمِنٌ ، مُقْسِطٌ ، مُنْعِمٌ ، مَانِعٌ بَاسِطٌ ، قَابِضٌ ، خَافِضٌ ، رَافِعٌ
مُبْدِئٌ ، بَاعِثٌ ، وَارِثٌ ، جَامِعٌ هَادِيٌ ، وَاسِعٌ ، ضَارٌّ ، نَافِعٌ
وَاجِدٌ ، مَاجِدٌ ، وَاحِدٌ ، قَادِرٌ اَوَّلُ اٰخِرٌ ، بَاطِنٌ ، ظَاهِرٌ

اَلرَّحْمٰنُ التَّوَّابُ الْجَبَّارُ الْقَهَّارْ اَلرَّزَّاقُ الْوَهَّابُ الْفَتَّاحُ الْغَفَّارْ
اَلْقَيُّوْمُ الْقُدُّوْسُ السَّتَّارُ الْحَنَّانْ اَلْمُصَوِّرُ الْبَرُّ الرَّشِيْدُ الْمَنَّانْ

ذُوْ الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ، مُحْيِ مُمِيْتْ   بَاقِيْ، وَالِيْ، حَكَمْ،عَدْل، مُحْصِي، مُقِيْتْ

مُتَكَبِّرْ ، مُقَدِّمْ ، مُؤَخِّرْ ، جَلِيْلْ

مُقْتَدِرْ ، مُغْنِيْ ، مُعْطِيْ ، مُهَيْمِنْ ، وَكِيْل

جل جلالہ

نوٹ: قرآن وحدیث میں اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ دعاؤں کا قبول ہونا، یاد کرنے پر جنت کی بشارت اور بہت سے فضائل و برکات مذکور ہیں، جس کا مقتضی یہ ہے کہ ہر مسلمان اس کو معمول بنائے اور زبانی یاد رکھے۔ یاد کرنے کی سہولت کے لیے اس کو نظم کر دیا گیا ہے کہ نظم کو یاد کر لینا آسان ہوتا ہے۔ شعری ضرورت کے لیے ایسا کرنا ناگزیر تھا کہ کہیں اسم کے الف لام کو گرا دیا گیا ہے اور کہیں آخری حرف کی حرکت کو مصرعہ کے آخر میں بھی باقی رکھا اور کہیں درمیانِ مصرعہ میں گرا دیا گیا ہے، ان حرکات وسکنات کو بغور دیکھتے ہوئے پڑھیں۔ علماء نے اس کی صحت سے اتفاق کیا ہے۔

نعت و سلام

بأسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مُحَمَّدْ ، مُعَظَّمْ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ مُفَضَّلْ ، مُكَرَّمْ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ
مُذَكِّرْ ، مُبَشِّرْ ، مُزَكِّي ، مُبَلِّغْ مُقَفِّيْ ، مُقَدَّمْ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ

رَسُوْلٌ ، كَرِيْمٌ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ رَءُوْفٌ ، رَحِيْمٌ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ
قَسِيْمٌ ، وَسِيْمٌ ، نَسِيْمٌ ، يَتِيْمٌ حَكِيْمٌ ، كَلِيْمٌ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ

سِرَاجٌ ، مُنِيْرٌ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ بَشِيْرٌ ، نَذِيْرٌ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ
اَمِيْنٌ ، مَكِيْنٌ ، مَتِيْنٌ ، مُبِيْنٌ وَجِيْهٌ ، شَهِيْرٌ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ

مُجَابٌ ، مُجِيْبٌ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ نَبِيٌّ ، حَبِيْبٌ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ
مُقِيْلٌ ، شَفِيْقٌ ، عَفُوٌّ ، صَفُوْحٌ فَصِيْحٌ ، خَطِيْبٌ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ

اَحِيْدٌ ، وَحِيْدٌ ، سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ شَفِيْعٌ ، شَهِيْدٌ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ
مُطَاعٌ ، مُطِيْعٌ ، مُنِيْبٌ ، نَصِيْحٌ عَزِيْزٌ ، رَشِيْدٌ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ

غِيَاثٌ ، وَكِيْلٌ ، سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ وَصُوْلٌ ، خَلِيْلٌ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ
حَفِيٌّ ، وَلِيٌّ ، غَنِيٌّ ، قَوِيّ دَلِيْلٌ ، كَفِيْلٌ سَلاَمٌ عَلَيْكُم

اَحْمَدُ مُصْطَفٰی اَلصَّلٰوةُ عَلَيْكَ مُرْتَضٰی ، مُجْتَبٰی اَلصَّلٰوةُ عَلَيْكَ

صَالِحٌ مُصْلِحٌ ، قَيِّمٌ ، مُنْذِرٌ سَيِّدٌ ، مُنْتَقٰى اَلصَّلٰوةُ عَلَيْكَ

شَاهِدٌ ، قَاسِمٌ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْكَ حَامِدٌ ، قَائِمٌ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْكَ

هَادِيٌ ، نَاصِحٌ ، فَاتِحٌ ، عَادِلٌ فَاضِلٌ ، عَالِمٌ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْكَ

مُؤمِنٌ ، سَابِقٌ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْكَ حُجَّةٌ ، صَادِقٌ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْكَ

بَارٌّ ، قَانِتٌ ، رَحْمَةٌ ، كَامِلٌ وَاعِظٌ ، نَاطِقٌ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْكَ

سَائِقٌ ، حَاشِرٌ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْكَ قَائِدٌ ، اٰمِرٌ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْكَ

عَاقِبٌ ، وَاصِلٌ ، قَدْوَةٌ ، خَاتَمٌ

طَيِّبٌ ، طَاهِرٌ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْكَ

يَاقَادِرُ صَلِّ عَلٰى مَوْلَايَ صَلٰوةً

تُرْضِيهِ وَ تُرْضِيكَ وَ تَرْضٰى بِهَا عَنِّي

صلى الله عليه وسلم

شمائل النبی ﷺ

تمہید

تصور میں سراپائے حبیب حق بسائیں گے
دل و دیدہ کی محفل ان کے جلووں سے سجائیں گے

نگاہوں میں جما کر حلیۂ فخر بنی آدمؑ
تخیل کے دریچے سے انھیں دیکھا کریں گے ہم

نگاہِ نامرادِ دید کی حسرت نکالیں گے
کسی صورت دلِ مہجور کو اپنے سنبھالیں گے

نہا کر آنسوؤں سے خونِ دل سے باوضو ہو کر
قلم بہرِ دعا ہے سر بسجدہ ، قبلہ رُو ہو کر

تمناؤں کا اک طوفاں اُمڈ آیا ہے سینے میں
مچلتی ہو مئے گلرنگ جیسے آبگینے میں

مرے دل کو غمِ عشقِ نبیؐ اے میرے باری دے
تڑپ دے، سوز دے، درد والم دے، بے قراری دے

نہ تھمتی چشم نم میری نہ ہوتا اشک کم میرا
اسی شغلِ مبارک میں نکلتا کاش دم میرا

جہاں روح الامیں ہوں پر سمیٹے ششدر و حیراں
وہاں جرأت کرے کیا ایک بے مایہ حقیر انساں

جمال و حسن کی الفاظ میں تعبیر ناممکن
مجسم نور کی کھینچے کوئی تصویر ناممکن

ولیکن ایک مدت سے تقاضا ہے مرے دل کا
کہ لفظی ترجمہ کردوں ''احادیثِ شمائل'' کا

تغزّل ہو تصنع ہو نہ کچھ رنگیں بیانی ہو
عباراتِ حدیثِ پاک کی بس ترجمانی ہو

قبولِ حق جو ہو جائے یہ کوشش میرے خامے کی
سیاہی ساری دھل جائے مرے اعمال نامے کی

یہ نازک اور مشکل کام ہے ہمت نہیں ہوتی
کرے پرواز مرغِ فکر کو جرأت نہیں ہوتی

کوئی لغزش نہ ہو جائے الٰہی اس سے ڈرتا ہوں
بھروسے پر ترے اس کام کا آغاز کرتا ہوں

سراپائے نبی ﷺ

حبیبِ خالقِ اکبر درود ان پر سلام ان پر
مری جانب سے تا محشر درود ان پر سلام ان پر

قد وقامتِ مبارک

نہ پستہ قد(۱) نہ لانبے ہی کوئی مفہوم ہوتے تھے
میانہ قد(۲) سے کچھ نکلے ہوئے معلوم ہوتے تھے

مگر مجمع(۳) میں ہوتے تھے کبھی جب حضرتِ والا ﷺ
نمایاں اور اونچا ہوتا تھا سروِ قدِ بالا

(۱) لم يكن رسولُ اللّٰهِ صلّى اللّٰه عليه وسلم بالطويل الممغط ولا بالقصير المتردد. (عليؓ، شمائل ترمذي)

(۲) ربعة لا بائن من طول ولا يقحمه عين من قصر. (دلائل النبوة، ص۲۸۲). ربعة من القوم ليس بالقصير ولا بالطويل البائن. (ترمذي)

(۳) إذا جاء مع القوم غمدهم (مدارج النبوة للشيخ عبد الحق المحدث الدهلوي) ولربما ماشا الرجلين الطويلين فيطولهما. (دلائل النبوة لأبي نعيم الأصفهاني)

وہ قامت[1]، نخلِ طوبیٰ بھی پئے تعظیم جھک جائے
وہ اک شہکارِ فطرت[2] جس پہ خود خالق کو پیار آئے

وہ بستانِ لطافت[3] کا نہالِ آسماں پایہ
وہ قدرت کے خزانے کا دُرِ یکتا گراں مایہ

تعلّی کا صنوبر کے گلے میں نغمہ پھنس جائے
اگر دیکھے زمیں میں شرم سے شمشاد دھنس جائے

رنگ و جمال

وجاہت[4] بھی فخامت بھی جمالِ دلبرانہ[5] بھی
جلالِ[6] حسن بھی اور عظمتِ پیغمبرانہ[7] بھی

---

(۱) غصن بين غصنين. (أيضاً ص۲۸۳)

(۲) إن اللّه تعالىٰ ما بعث نبيا إلا حسن الصوت وحسن الوجه وكان نبيكم أحسنهم وجها وأحسنهم صوتاً. (أنسؓ، شمائل ترمذي باب القرأة وأيضا الدارقطني)

(۳) معتدل الخلق (ش باب الخلق) مقصّداً (شمائل الترمذي و مسلم)

(۴) كان ذا وجاهة قبل النبوة وبعدها (شفا بحوالۂ شيم الحبيب) أوقر الناس في مجلسه (أبوداؤد)

(۵) فخما مفخّما (أى عظيما معظّما في الصدور لا أن يكون جسيماً (شمائل الترمذي باب الخلق)

(۶) أجمل الناس وأبهاهم (دلائل النبوة ۲۸۳)

(۷) وأحسنهم قدراً (أيضاً أم معبدؓ)

جمیل(۱) و دلکش ایسے دور سے چوں مہرِ تابندہ
جو ہوں نزدیک تو خوش منظر و شیرین و زیبندہ

اچانک(۲) دیکھ لیتا جب کوئی مرعوب ہوجاتا
مگر اللہ کا محبوب پھر محبوب ہوجاتا

نہ رنگت(۳) سانولی تھی اور نہ تھے اُجلے بھبھوکے سے
سفید(۴) اور سرخ گورے گندمی(۵) تھے اور چمکتے(۶) تھے

درخشاں جس طرح(۷) سیمِ مصفّٰی کا کوئی پیکر
وہ اک نورِ مجسم بدر کامل(۸) سے بھی روشن تر

(۱) كان أجمل النّاس وأبهاهم من بعيد وأحسنهم وأحلاهم من قريب (أيضاً) لو رأيتهٗ رأيت الشمس طالعة (دلائل النبوة ٥٣٢ والدارمي)

(۲) من رآه بداهةً هابه ومن خالطه معرفةً أحبه (عليؓ، شمائل الترمذي باب الخَلق)

(۳) لا بالأبيض الأمهق ولا بالآدم (أنسؓ شمائل الترمذي ص١)

(۴) أبيض مشرب (عليؓ، شمائل الترمذي ص١) مشربا حمرة (عليؓ مشكوٰة بهامشهٖ على الترمذي)

(۵) أسمر اللّون (بخاري ومسلم، شمائل الترمذي ص١).

(۶) أزهر اللّون (حسنؓ شمائل الترمذي ص٢)

(۷) أبيض كأنما صبغ من فضةٍ (أبوهريرةؓ، شمائل الترمذي ص٢)

(۸) رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في ليلة أضحيان وعليه حُلة حمراء فجعلت أنظر إليه وإلى القمر فهو عندي أحسن من القمر (جابرؓ بن سمرة، شمائل الترمذي ص ٢ والدارمي)

نمایاں حسن(۱) یوسفؑ میں سفیدی تھی صباحت تھی
یہاں سرخی تھی گلگوں رنگ تھا جس میں ملاحت(۲) تھی

زنانِ(۳) مصر کی واں رہ گئی تھیں انگلیاں کٹ کر
یہاں قربان کرڈالے ہیں مردانِ(۴) عرب نے سر

سرِ مبارک و پیشانیٔ اقدس

سرِ اقدس(۵) جو نورِ(۶) عقلِ کامل سے منور تھا
کلاں(۷) بالاعتدال آقائے عالی جاہ کا سر تھا

کشادہ(۸) اور نورِ حق سے نورانی تھی پیشانی
کہ جس سے عاریت شمس و قمر نے لی ہے تابانی

---

(۱) أنا أملح وأخي يوسف أصبح (مدارج النّبوة للشيخ الدهلوي)

(۲) كان أبيض مليحاً (أبو الطفيلؓ، مسلم و شمائل الترمذي ص۲)

(۳،۴) فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ (يوسف الآية ۳۱)

عن عائشة رضي الله عنها:

لواحي زليخا لو رأين حبيـبنا
لأثرن بالقطع القلوب على اليد

(۵،۶) أرجح النّاس عقلا ورأياً (مكارم الأخلاق وشفاء للقاضي عياض)

(۷) ضخم الرأس (على شمائل الترمذي) و عن حسن عظيم الهامة (أيضاً باب الخَلق)

(۸) عظيم الجبهة (بيهقي) واسع الجبين (شمائل الترمذي، باب الخلق)

کاکل و ابروئے مبارک

سیہ[1] گنجان[2] کاکل[3] جس پہ صدقے ہوں دل و دیدہ
ذرا مائل[4] بہ خم بالکل نہ سیدھے ہی نہ پیچیدہ

درازی میں پہنچ[5] جاتے تھے نیچے کان کی لو سے
درخشاں "مانگ[6]" روشن کہکشاں ہے جس کے پرتو سے

گھنے[7] باریک[8] اور خم دار[9] تھے مثلِ کماں ابرو
ذرا کچھ فصل[10] سے دونوں ہلالِ ضو فشاں ابرو

رگِ پاک[11] ایک دونوں ابرؤوں کے درمیاں میں تھی
جو غصّے میں ابھر آتی تھی، تیر اِک دو کماں میں تھی

(۱) شدید سواد الشعار (أم معبد، زاد المعاد، ج۱، ص۳۰۷)
(۲) وفي أشعاره وطف (أيضاً)
(۳) عظيم الجمة إلى شحمة أذنيه (شمائل الترمذي، باب الخلق)
(۴) رجل الشعر (حسنؓ أيضاً) ليس بجعد ولا قطط (أنسؓ أيضاً)
(۵) يجاوز شعره شحمة أذنيه (حسنؓ أيضاً)
(۶) إن انفرقت عقيقته فرق وإلا فلا (أيضاً)
(۷) أزج الحواجب (أيضا). (۸) دقيق الحاجبين (بيهقي)
(۹) أبلج (أيضا بحوالۂ خصائص للسيوطي)
(۱۰) سوابغ من غير قرن (حسنؓ شمائل الترمذي)
(۱۱) عرق يدرّه الغضب (أيضا)

چشمان ومژگانِ مبارک

چمکدار[۱] اور سیہ[۲] پتلی، بڑی[۳] آنکھیں حسیں آنکھیں
کہ بے سرمہ[۴] بھی رہتی تھیں ہمیشہ سُرمگیں آنکھیں

ذرا آنکھوں میں سرخی[۵]، ارغوانی رنگ ہلکا سا
بہشتی ساغروں پر کوثر گلرنگ چھلکا سا

سفیدی میں تھے ڈورے[۶] سرخ جن پر ہوں فدا جانیں
گھنیری[۷]، لمبی لمبی اور کالی کالی مژگانیں

بینیؔ وگوش مبارک

وہ بینیِؔ مبارک[۸] جس پہ نور اک جگمگاتا تھا
کہ جو ظاہر میں بینی کی بلندی کو بڑھاتا تھا

---

(۱) أحورّ (أم معبد، زاد المعاد، ج۱، ص۳۰۷)

(۲) في عينهٖ دعج (دلائل ۲۸۳) وعن علي في الشمائل أدعج العينين

(۴،۳) أنجل (شفاء). إذا نظرت إليه قلت أكحل العينين وليس بأكحل (مشكوة: ۵۱۸)

(۵) أشهل العينين (خصائص ج۱ ص۷۵ عن ابن سعد و عساكر)

(۷،۶) أشكل العينين (مسلم ص۲۵۸ ج۲). أهدب الأشفار (عليؓ شمائل الترمذي)

(۸) أقنى العرنين له نور يعلوه (حسنؓ أيضاً)

مکمل اور موزوں خوشنمائی(۱) کیا بیاں کیجے
کہ گوشِ گل سے گوشِ پاک کو تشبیہ کیا دیجے

روئے انور

وہ گول(۲) اور طول(۳) کو تھوڑا سا مائل چہرۂ انور
مہ و خورشید(۴) جس کے سامنے شرمندہ و کمتر

وہ روئے(۵) پاک جیسے تیرتا ہو آفتاب اس میں
جمالِ حق کا مظہر آئنہ ام الکتاب اس میں

تھے رخسارِ مبارک آپ کے ہموار(۶) اور ہلکے
وہ گویا تھے کھلے اوراق(۷) قرآنِ مکمل کے

---

(۱) (مدارج النبوة)

(۲) كان في وجهه تدوير (عليؓ شمائل الترمذي)

(۳) ولا بالمكلثم (أيضاً)

(۴) لو رأيته رأيت الشمس طالعةً (الدارمي ودلائل النبوة ۵۳۲)

(۵) كأن الشمس تجري في وجهه (مشكوة ۵۱۸)

(۶) سهل الخدّين (حسن شمائل الترمذي)

(۷) كأنه ورقة مصحفٍ (أيضا باب الوفاة)

دہن و دندانِ مبارک

فراخی[۱] تھی دہن میں اور دُرِ دنداں[۲] کشادہ تھے
جلاء و حسن میں جو موتیوں سے بھی زِیادہ تھے

وہ نوری[۳] کوئی سانچہ تھا کہ جس میں نور ڈھلتا تھا
بوقتِ گفتگو ریخوں سے چھن چھن کر نکلتا تھا

کبھی جب[۴] مسکرا دیتے تو بجلی کوند جاتی تھی
در و دیوار پر اک[۵] روشنی سی جگمگاتی تھی

ریش و گردن اور بغل مبارک

گھنی[۶] ریشِ مبارک تھی کہ بھر دیتی[۷] تھی سینے کو
نظارے کو مسیحؑ و خضر نے مانگا تھا جینے کو

---

(۱) أشنب (دلائل ۵۵۲)

(۲) مفلج الأسنان (حسن ش)

(۳) إذا تكلم رُای كالنور يخرج من بين ثناياه (الدارمي و الشمائل)

(۴) إذا افتر ضاحكا افتر عن مثل سنا البرق (شفاء)

(۵) و إذا ضحك يتلألأ نوره في الجدار (خصائص ج۱ ص۷٤ عن البزار و البيهقي)

(۶،۷) كث اللحية (حسن شمائل الترمذي). تملأ صدرهٗ (شفاء)

سفید ایسے نہ کچھ موئے مبارک ہونے پائے تھے
کہ ڈاڑھی اور سر میں سترہ(۱) تک ہونے پائے تھے

بلند(۲) و دل فریب(۳) وخوش نما تھی آپ کی گردن
"بتِ(۴) سیمیں" کی جیسے ہو تراشی یا ڈھلی گردن

بغل(۵) میں تھی سفیدی جسم اطہر کی طرح تاباں
بدن تھا مشک وعنبر(۶) سے بھی خوشبودار بے پایاں

شانہ مبارک

تھے چوڑے(۷) دونوں شانے فصل(۸) کچھ ان میں زیادہ تھا
ذرا ابھرا(۹) ہوا تھا سینۂ پاک اور کشادہ(۱۰) تھا

(۱) وليس في رأسه عشرون شعرة بيضاء (سنن الترمذي) (قال المحققون إن الشعور الأبيض في رأسه و لحتيه كان سبعة عشر، كذا في فتح الباري)
(۲) في عنقه سطع (لائل ۲۸۳)
(۳) أحسن الناس عنقاً (شفاء للقاضي عياضؒ)
(۴) كأن عنقه جيد دمية في صفاء الفضة (حسنؓ شمائل الترمذي)
(۵) إذا سجد يرى بياض إبطيه (بخاري و مسلم)
(۶) ولا شممت مسكا ولا عنبرة أطيب من رائحة النبي صلى الله عليه وسلم (متفق عليه، مسلم ج۲ ص۲۵۷)
(۷) عظيم المنكبين (شفاء) (۸) بعيد ما بين المنكبين (حسن شمائل الترمذي)
(۹) مسيّح الصدر (شفاء)
(۱۰) واسع الصدر (شفاء) عريض الصدر (دلائل النّبوة لأبي نعيم ص۵۵۲)

مہرِ نبوّت و پشتِ مبارک

میانِ ہر دو شانہ[۱] پشت پر مہرِ نبوت تھی
کبوتر کے جوانڈے[۲] کی طرح تھی، سرخ رنگت تھی

وہ سانچے میں ڈھلی چاندی[۳] کی گویا پشت انور تھی
نہایت دیدہ زیب اور خوب صورت تھی منور تھی

شکم اور سینۂ انور

شکم اور سینہ ہموار[۴] اک نمائش تھی جمالوں کی
تھی سینے[۵] سے لکیر اک ناف تک باریک بالوں کی

تھے کچھ بال اوپری[۶] حصے میں بازو اور سینے کے
بقیہ کل بدن بے بال[۷] تھا مثل آ بگینے کے

(۱) بين كتفيه خاتم النبوة وهو خاتم النبيين (عليؓ شمائل الترمذي باب الخلق ٤ والخاتم ٣)
(۲) غدة حمراء مثل بيضة الحمامة (جابر بن سمرةؓ، أيضا ٣)
(۳) فنظرتُ إلى ظهره كأنه سبيكة فضةٍ (أحمد، بيهقي)
(۴) سواء البطن والصدر (حسنؓ، شمائل الترمذي)
(۵) موصول ما بين اللبة والسرة بشعر يجري كالخط (حسن شمائل ترمذي) دقيق المسربة (أيضا)
(۶) عاري الثديين والبطن مما سوى ذلك أشعر الذراعين والمنكبين وأعالي الصدر (حسنؓ أيضا)
(۷) أجرد (عليؓ، شمائل الترمذي، ص ١ باب الخلق)

ساق ودست و پائے اطہر

تھیں پتلی پنڈلیاں(۱) ہموار اور شفّاف و زیبندہ
لطافت کا وہ(۲) عالم شاخِ طوبیٰ جس سے شرمندہ

کلاں تھیں(۳) ہڈیاں، مربوط(۴) اور پُر گوشت(۵) تھے اعضا
تھے لانبے(۶) ہاتھ، لمبی(۷) انگلیاں متناسب و زیبا

کفِ دست(۸) اور پنجے پائے اطہر کے کشادہ تھے
گداز و نرم(۹)، دیبا اور ریشم سے زیادہ تھے

قدم آئینہ(۱۰) سا قطرہ نہ پانی کا ذرا ٹھہرے(۱۱)
تھیں کم گوشت(۱۲) اور ہلکی ایڑیاں تلوے ذرا گہرے(۱۳)

(۱) كان في ساقيه حموشه (مشكوة، ترمذي ٢٠٦)
(۲) نظرت إلى ساقيه كأنهاجمارة (مدارج)
(۳) ضخم العظام (شفاء) جليل المشاش (عليؓ شمائل الترمذي)
(۴) متماسك (حسنؓ ش). (۵) عبل الذراعين والعضدين والأسافل (شفاء)
(۶) طويل الزندين (حسنؓ شمائل الترمذى)
(۷) سائل الأطراف (أيضا). (۸) رحب الكفين والقدمين (شفاء)
(۹) ولا مسست ديباجة ولا حريراً ألين من كف الخ (متفق عليه مسلم ٢٥٧ ج٢) لطيف البشرة رقيق الظاهر (مكارم الأخلاق)
(۱۰) أحسن البشر قدماً (عبدالله بن بريدةؓ)
(۱۱) مُسيح القدمين ينبؤ عنه الماء (حسنؓ شمائل الترمذي)
(۱۲،۱۳) منهوس العقب (جابرؓ شمائل الترمذي). خمصان الأخمصين (حسنؓ، أيضاً باب الخلق)

سیرت وخصائل

رفتارِ مبارک

قدم قوت[1] سے اٹھتا اور جھک پڑتا تھا دھرنے میں
بلندی[2] سے جو ہیئت ہوتی ہے نیچے اترنے میں

طمانینت[3] سے چلتے پاؤں رکھتے[4] تھے بڑھا کر کے
تواضع[5] سے نظر نیچی کیے، سر کو جھکا کر کے

تھی سرعت[6] چال میں ہمراہ چل سکتا نہ تھا کوئی
زمیں لپٹی[7] سمٹتی آتی تھی بہر قدم بوسی

(۱) إذا زال زال قلعاً و يخطو تكفياً (حسنؓ شمائل الترمذي)
(۲) إذا مشى كأنما ينحطّ من صببٍ (أيضاً)
(۳) إذا مشى مشى مجتمعا يعرف في مشيه أنه غير غرض ولا وكل (جابر)
(۴) ذريع المشية (حسنؓ ، شمائل الترمذي، باب الخلق)
(۵) ويمشي هوناً (حسنؓ، شمائل الترمذي)
(۶) ما رأيت أحدا أسرع في مشيه من رسول الله ﷺ (مشكوة ۵۱۸ وشمائل الترمذي)
(۷) كأنما الأرض تطوي له الخ (مشكوة ۵۱۸ وشمائل الترمذي)

کسر نفسی و تواضع

صحابہؓ کو کبھی(۱) چلنے میں آگے کر دیا کرتے
کوئی ملتا تو پہلے خود(۲) سلام اس کو کیا کرتے

کوئی اپنی ضرورت(۳) کے لیے گر روک لیتا تھا
کھڑے رہتے تھے جب تک خود نہ ہٹ کر چھوڑ دیتا تھا

توجہ سر پھرا کر دوسری جانب نہ فرماتے
کبھی جب دائیں بائیں(۴) دیکھنا ہوتا تو مُڑ جاتے

حیا و غیرت

حیا و شرم(۵) سے آنکھیں نہ آنکھوں سے ملاتے تھے
نہ نظروں کو کسی کے چہرہ پر اپنی جماتے تھے

(۱) یسوق أصحابه (حسن ش باب الخُلق)

(۲) ویبدأ من لقیه بالسلام (أیضا)

(۳) من جالسه أو فاوضه في حاجة صابر حتی یکون هوالمنصرف (حسنؓ شمائل الترمذي)

(۴) إذا التفت التفت معاً (أیضاً)

(۵) وکان من حیائه لا یثبت بصره في وجه أحد (ابن عمرؓ، حاشیة مکارم الأخلاق، ص ٦٧)

تھی عادت دیکھنے کی گوشۂ[۱] چشمِ مبارک سے
کہ پورا سر نہ اٹھتا دیکھ لینے کو نظر بھر کے

فلک کی سمت[۲] بھی وحی خدا کی تاک رہتی تھی
مگر اکثر زمیں ہی پر نگاہِ پاک رہتی تھی

مزاجِ پاک پر سنجیدگی[۳] قرباں رہا کرتی
جو چپ ہوتے سکوت[۴] اور خامشی لمبی ہوا کرتی

فکر آخرت

ہمیشہ آخرت[۵] کی فکر میں مغموم و رنجیدہ
کبھی راحت نہ پاتے ہر گھڑی افسردہ، ژولیدہ

گہن[۶] جب ہوتا تھا یا جب ذرا آندھی کا رخ پاتے
تو گھبرا کر نماز اور ذکر میں مشغول ہو جاتے

(۱) جل نظره الملاحظة (حسنؓ، شمائل الترمذي)
(۲) خافض الطرف، نظره إلى الأرض أكثر من نظره إلى السماء (أيضا)
(۳) إذا صمت علاه الوقار (دلائل النبوة ۲۸۳). (۳) طويل السكوت (حسنؓ، شمائل الترمذي)
(۵) متواصل الأحزان دائم الفكرة ليست له راحة (حسنؓ، شمائل الترمذي)
(٦) كسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج فزعاً (ترمذي، ص۱۲۵)

تعلق مع اللہ ومجاہدہ

ہمہ اوقات(۱) بِاللّٰہِ ، مَعَ اللّٰہِ ، بِاَمْرِ اللّٰہ
بہر آن و زماں لِلّٰہِ ، فِی اللّٰہِ ، لِوَجْہِ اللّٰہ

نوافل(۲) سے شغف اور اس کی کثرت اتنی فرماتے
قیامِ لیل میں پائے مبارک ورم کر جاتے

ترحُّم(۳) سے خدا نے عرش سے آواز دی طٰہٰ
مشقت اور محنت آپ سے ہم نے نہیں چاہا

خوف وخشیت

نمازوں(۴) میں وہ ضبط گریہ اشکِ غم کے پینے سے
نکلتی تھی صدا پکتی ہوئی ہانڈی کی سینے سے

(۱) کان باللّٰہ ولِلّٰہ وفي اللّٰہ و مع اللّٰہ في کل لحظة وآن (شفاء)

(۲) وکان یصلي حتی یرم قدماہ (شمائل الترمذي، ص۱۸)
وینتفخ قدماہ (بخاري، ج۱، ص۱۵۲)

(۳) طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰی (طٰہٰ)

(۴) کان یصلي ولجوفه أزیز کأزیز المِرجل من البکاء (شمائل الترمذي، ص ۲۱)

ضرورت[۱] بولنے کی جب نہ ہو خاموش رہتے تھے
کہ ہرگز بے محل[۲] اور بے ضرورت کچھ نہ کہتے تھے

مزاح و بے تکلفی

صحابہ میں کبھی[۳] جب رعب و دہشت کا اثر پاتے
تو خوش طبعی بھی کرتے تھے مگر حق بات[۴] فرماتے

نہ کوئی لفظ لایعنی[۵] زبانِ پاک پر لاتے
ثواب[۶] و اجر کی جو بات ہوتی تھی وہ فرماتے

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

نہ اپنے جی[۷] کی خواہش سے لبوں پر کوئی حرف آیا
وہی فرماتے تھے جس کا خدا نے امر فرمایا

---

(۱) ولا یتکلم في غیر حاجة (حسنؓ، شمائل الترمذي)
(۲) ولا مفند (أم معبد زاد المعاد ج۱ ص۲۰۷) یخزن لسانه إلا مما یعنیهم (حسنؓ، شمائل الترمذي)
(۳) وکان یمازح المومنین أحیاناً لتطییب قلوبهم (شفاء)
(۴) قیل إنك تداعبنا قال إني لا أقول إلا حقا (أبوهریرةؓ، شمائل الترمذي)
(۵) قد ترك نفسه عن ثلاث الریاء والإکثار و ما لا یعنیه (حسنؓ، شمائل الترمذي، باب الخَلق)
(۶) ولا یتکلم إلا فیما یرجو ثوابه (أیضا)
(۷) وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی (نجم)

گفتار و کلامِ مبارک

کبھی جب گفتگو فرماتے تھے موتی(۱) پروتے تھے
کہ سب الفاظ واضح، غیر مبہم(۲) صاف ہوتے تھے

اگر الفاظ گنتا کوئی گن لینا(۳) تھا آساں تر
کہ ہر اک لفظ کو بالفصل فرماتے تھے منھ(۴) بھر کر

کلام(۵) ایسا مکمل ، جامع و پُر مغز ، حقّانی
نہ بالکل مختصر، مغلق ، ادھورا(۶) ہی نہ طولانی

آوازِ مبارک

نہ آواز آپؐ کی باریک ہی تھی اور نہ موٹی تھی
'پڑی' جیسی تھی(۷)، بھاری پن تھا، پُرعظمت تھی دلکش تھی

---

(۱) کان منطقهٔ خرزات نظم یتحدّرن (دلائل ۲۸۳)
(۲) کان في کلامه ترتیل و ترسیل (أبوداؤد، ٦٦٥)
(۳) کان یتکلم بکلام بیّن فصلٍ یحفظه من جلس إلیه (شمائل الترمذي، باب الکلام) یحدث حدیثا لوعده العاد لأحصاهُ (بخاري، ج۱ص۵۰۳)
(۴) یفتح الکلام ویختمه بأشداقهٖ (حسنؓ، شمائل الترمذي)
(۵) ویتکلم بجوامع الکَلِم فصلاً لا فضول فیه ولا تقصیر (أیضا)
(۶) لا نذر و لا هذر (أم معبد، دلائل النبوة ۲۸۳)
(۷) وفي صوته صحل (دلائل النبوة، ص ۲۸۳)

وسعتِ اخلاق

طبیعت(۱) نرم جو سب کو موافق ہو بہ آسانی
وہ میٹھے اور پیارے بول(۲) پتھر جس سے ہو پانی

وہ چشم التفات(۳) ایسی ، وہ اندازِ بیاں ایسا
مخاطب میں ہی تھا ہر ایک کو ہوتا گماں ایسا

عنایت(۴) اور توجہ سے نہ ہوتی تھی تمیز اُن کو
ہر اک یہ جانتا میں ہی زیادہ ہوں عزیز اُن کو

پردہ پوشی و پردہ داری

کسی(۵) میں کوئی خامی قابلِ اصلاح گر پاتے
تو پوشیدہ بہ اندازِ خطابِ عام فرماتے

(۱) دمثا ليس بالجافي، لين الجانب (حسنؓ، شمائل الترمذي). وألينهم عريكة (حسنؓ، أيضاً)
(۲) كان حلو المنطق (دلائل، ص۲۸۳) أصدق الناس لهجة (عليؓ، شمائل الترمذي)
(۳) وكان يقبل بوجهه وحديثه حتى ظننتُ أني خير القوم (شمائل الترمذي، باب الخُلق). وإن تكلم علاه البهاء (دلائل النبوة، ص۲۸۳)
(۴) ويعطي كل جلسائه نصيبه حتى لا يحسب جليسه أن أحداً أكرم عليه منه (عليؓ، شمائل الترمذي، باب الخُلق)
(۵) ولا يكاد يواجه أحدا بشيء يكرهه (شمائل الترمذي، باب الخلق ۲۲)

کراہیّت کی باتوں[۱] کا ضروری گر ہوا کہنا
تو باتوں کا اشاروں اور کنایوں میں فقط رہنا

مکارمِ اخلاق

تھے اخلاقِ عظیمہ آپ کے آئینۂ[۲] قرآں
خوشی اور ناخوشی سب میں اسے کے تابعِ فرماں

کشادہ[۳] دل، کشادہ[۴] رو، خوش[۵] اخلاق اورخوش سیرت
کسی کی خردہ گیری، عیب[۶] جوئی کہ نہ تھی عادت

نہ عادت[۷] چیخنے کی، سخت گوئی، تند خوئی[۸] کی
نہ خُو غیرت[۹] دلانے، طعنہ دینے، ترش روئی[۱۰] کی

(۱) وكان يكنّي عما اضطر إليه من المكروهات (أبوداؤد، شفاء)
(۲) كان خُلقه القرآن يرضى برضاه ويسخط بسخطه (شفاء)
(۳) وكان أوسع الناس صدراً (شمائل الترمذي، باب الخَلق)
(۴) دائم البشر (ايضاً باب الخُلق).
(۵) سهل الخُلق (أيضا)
(۶) ولا يطلب عورته (أيضاً) ولا عياب (أيضا)
(۷) ولا صخاب (أيضاً)
(۸) ولا فحاش (أيضا) لم يكن فاحشاً ولا متفحشاً (أيضا)
(۹) لا يُعيره (حسنؓ أيضاً)
(۱۰) ولا عابس (أم معبد، زاد المعاد)

درشتی[1] تھی، نہ تندی تھی، نہ سختی تھی، طبیعت میں
تعلق باپ[2] کا سا مہربانی اور مُروّت میں

کبھی غصے[3] میں از جارفتہ ہوتے اور نہ جھنجھلاتے
کسی سے ظلم کا بدلہ[4] نہ لیتے، عفو فرماتے

سلامتیِ طبع

امورِ دنیوی[5] میں تو کبھی غصّہ نہ فرمایا
کسی کو[6] اپنے حق کے واسطے ڈانٹا نہ دھمکایا

کبھی بھی امرِ حق[7] میں کوئی کوتاہی نہ فرماتے
نہ تھے ہرگز تجاوز کر کے ناحق کی طرف جاتے

(۱) لیس بفظٍّ ولا غليظ (حسنؓ، شمائل الترمذي)

(۲) وقد وسع الناس بسطه وخُلقه فصار لهم أباً (عليؓ، أيضاً)

(۳) ولا يستفزه الغضب (دلائل النبوة ٥٥٦)

(۴) ولا يجزي السيئة بالسيئة ولكن يعفو ويصفح (حسنؓ، شمائل الترمذي) ما انتقم لنفسهٖ (مسلم ص٢٥٦، ج٢)

(۵) ولا يغضب لنفسهٖ ولا ينتصر لها (حسنؓ، شمائل الترمذي)

(۶) وما قال لي أف قط الخ (أنسؓ مسلم ص٢٥٣، ج٢)

(۷) لا يقصر عن الحق ولا يجاوزه (حسنؓ، شمائل الترمذي)

صبر وبُردباری

وہ صبر و حلم کا عالم دعا دی دشمن جاں کو
نہ اپنے ہاتھ سے مارا کسی انسان و حیواں کو

تحمل[۱] اجنبی کی ناروا باتوں کا فرماتے
کہ بے تہذیبیوں ، گستاخیوں کو ضبط کرجاتے

خلافِ طبع[۲] باتوں سے تغافل کرلیا کرتے
نہ باتوں کی پکڑ کرتے[۳] ، نہ شرمندہ کیا کرتے

شفقت ورحمت

وہ حسن خلق[۴] سے دشمن کے رُخ کوموڑ لیتے تھے
عطا و لطف سے ٹوٹے دلوں کو جوڑ لیتے تھے

(۱) ویصبر للغریب علی الجفوة في منطقه ومسألته (حسنؓ، شمائل الترمذي)

(۲) یتغافل عمّا لا یشتهي (أیضا)

(۳) ولا یؤئس منه (أیضا)

(۴) وکان یقبل بوجهه وحدیثه علی أشر القوم یتألفهم بذلك (عمرو بن العاص، أیضاً باب الخُلق)

تھکے ہارے[۱] ہووں کا بوجھ اٹھا لینے کی عادت تھی
مریضوں کی عیادت[۲] بھی، جنازوں[۳] میں بھی شرکت کی

مجلسِ نبویؐ

حیا و صبر[۴] حلم و علم کی مجلس ، امانت کی
نہ شوروغل[۵] نہ تہمت کی ، نہ عیبوں کی اشاعت کی

مجالست وموانست

کبھی مجلس میں اپنے[٦] پائے اقدس کو نہ پھیلاتے
خدا کا ذکر[۷] اٹھتے بیٹھتے ہر وقت فرماتے

جگہ[۸] اپنی نہ مجلس میں کوئی مخصوص فرماتے
کنارے[۹] بیٹھ جاتے اور یہی لوگوں کو سکھلاتے

---

(۱) وكان يحمل الكلّ (بخاري)
(۲) ويعود المريض (أنسؓ، شمائل الترمذي. (۳) باب التواضع). ويشهد الجنازة (أيضا)
(۴) مجلسه مجلس علم وحياء و صبر و أمانة (حسنؓ، أيضاً باب الخُلق)
(۵) لا ترفع فيه الأصوات ولا توبن فيه الحرم ولا تنثى فيه (أيضا)
(٦) ولم ير قط ماداً رجليه بين أصحابه (حاشية مكارم الأخلاق، ص ۲۹)
(۷) ولا يجلس ولا يقوم إلا على ذكر (دلائل و شمائل ۲۳)
(۸) ولا يؤطن الأماكن وينهى عن إيطانها (دلائل ٥٥٥)
(۹) جلس حيث ينتهي به المجلس و يأمر بذلك (حسنؓ، شمائل الترمذي، باب الخُلق)

سبھی(۱) اس مجلسِ انور میں یکساں اور برابر تھے
مگر وہ(۲) جو کہ تقویٰ کے سبب افضل ہوں برتر تھے

مسائل(۳)، واقعے، حالات جو لوگوں کو پیش آتے
وہ خبریں پوچھتے رہتے، انھیں(۴) معلوم فرماتے

نہ باتوں کو کسی کی درمیاں(۵) میں قطع فرماتے
مگر جب گفتگو حد سے گزر جاتی تو اٹھ جاتے

ہمدردی وخبر گیری

بہ شفقت جاں نثاروں کی خبر گیری(۶) کیا کرتے
کہ حالاتِ صحابہ کے تفقُّد میں رہا کرتے

(۱) وصاروا عنده في الحق سواءً (أيضاً)
(۲) يتفاضلون فيه بالتقوىٰ (أيضاً)
(۳) ويسأل الناس عمّا في الناس (أيضا)
(۴) ويتفقد أصحابه (عليؓ أيضا باب التواضع ۲۲)
(۵) ولا يقطع على أحد حتى يجوز فيقطعه بنهي أو قيام (حسنؓ، شمائل الترمذي، باب الخلق، ص ٢٤)
(۶) ويتفقد أصحابه (عليؓ أيضا باب التواضع ۲۲)

جود و سخاوت

سخاوت اور بخشش[۱] میں وہ فیاض و کرم گستر
عطا و جود میں تھے باد بارش خیز سے بڑھ کر

درِ اقدس[۲] پہ اپنی حاجتیں جو لے کے آتے تھے
مرادیں اپنی پاتے اور کچھ کھا پی کے جاتے تھے

کبھی محروم[۳] سائل کو نہ حتی الوسع لوٹاتے
نہ ہوتا تو بہ نرمی و لجاجت عذر فرماتے

متاعِ دنیویّہ ہو کہ کوئی حکم ہو دیں کا
عمومی نفع پہنچاتے تھے، فرماتے نہ تھے اخفا

سخاوت کے سبب سے بیشتر مقروض رہتے تھے
بچا کر کچھ[۴] نہ رکھتے، سائلوں سے 'لَا' نہ کہتے تھے

(۱) کان أجود بالخیر من الریح المرسلة (بخاري ص۳ ج۱)

(۲) یدخلون روّادًا ولا ینصرفون عنه إلا من ذواق (عليؓ، شمائل الترمذي، ص۲۳)

(۳) من سأله حاجة لم یرده إلا بها أو بمیسور من القول (أیضاً)

(۴) ولا یدّخر عنهم شیئاً (حسنؓ شمائل الترمذي، ص ۲۲) وما سئل شیئاً قط فقال: لا (جابرؓ، مسلم، ج۲ ص۲۵۳)

الفقر فخری

تریسٹھ(۱) سال کی عمرِ مبارک آپؐ نے پائی
مسلسل تین دن بھی(۲) پیٹ بھر روٹی نہیں کھائی

کھجوروں(۳) اور پانی پر معیشت گھر کی چلتی تھی
گزر جاتے مہینے آگ چولھے میں نہ جلتی تھی

کئی رات(۴) اور دن فاقوں سے اپنے کاٹ دیتے تھے
شکم پر بھوک کی شدت میں پتھر(۵) باندھ لیتے تھے

تھا بستر(۶) ٹاٹ کا اور کُھردُری سی چارپائی تھی
لگائی جس میں ہوتی چھال کی رسی کھجوروں کی

(۱) إن النّبيّ صلّى اللّه عليه وسلم مات وهو ابن ثلاث و ستين سنة (أنسؓ، شمائل الترمذي، باب الوفاة) ومسلم، ص۲۶۰ ج۲)

(۲) ما شبع رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم وأهله ثلثاً تباعاً من خبز حتى مات (أبوهريرة و عائشة وأمثال هذه الروايات في الترمذي ج۲ ص۶۲ وشمائله في باب العيش)

(۳) نمكث شهراً مّا نستوقد بنار إن هو إلا التمر والماء (عائشةؓ، شمائل الترمذي، باب العيش)

(۴) يبيت الليالي المتتابعة طاوياً هو وأهله (ابن عباسؓ، أيضاً باب الخبز)

(۵) فرفع رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم عن بطنهٖ عن حجرين (أبوطلحةؓ، الترمذي، ج۲ ص۶۲ و شمائل الترمذي)

(۶) كان فراشه مسحاً (حفصةؓ، شمائل الترمذي، باب الفراش)

کبھی آرام فرما اس پہ جب ہوتے تھے پیغمبرؐ
نشانات(۱) اسکے پڑ جاتے تھے پہلوئے مبارک پر

تدبیر منزل

تھا گھر کا کام(۲) بھی بازار سے سودا(۳) بھی لا دیتے
تھے جھاڑو(۴) بھی لگاتے، اپنے جوتے آپ سی(۵) لیتے

نشستِ طعام

وہ اُکڑو(۶) یا دوزانو(۷) بیٹھتے جب کھانا کھاتے تھے
نہ تکیہ اور سہارا(۸) کچھ، نہ ٹیک اپنی لگاتے تھے

---

(۱) وكان ينام أحيانا على سرير مرمول بشريط حتى يؤثر في جنبهٖ (الشفاء للقاضي عياض ٤٢)
(۲) ويخدم نفسه (شمائل الترمذي، باب التواضع) وكان في مهنة أهله (مسند أحمدؒ)
(۳) ويحمل بضاعته من السوق (شفاء)
(۴) يقم البيت (أيضا). (۵) ويخصف نعله (أيضا)
(۶) إنما كان جلوسه للأكل جلوس المستوفز مقعيًا (أم معبد)
(۷) جثا رسول الله صلى الله عليه وسلم (أى كان على ركبتيه جالساً على ظهور قدميه) (بمعناه عن كعب في ابن حبان) رأيت رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مقعيا يأكل تمراً (والمعقي هو الذي يلصق إليته بالأرض وينصب ساقيه، مسلم) قال ابن القيم ويذكر عنه أنه كان يجلس للأكل متوركاً على ركبتيه ويضع بطن قدمه اليسرى على ظهر اليُمنى (شرح الزرقاني)
(۸) لا آكل متكئاً (بخاري وشمائل باب الأكل)

کبھی زانوئے چپ[(١)] پر بیٹھتے دایاں کھڑا رکھتے
تواضع اور ادب[(٢)] کی شان کو جلوہ نما رکھتے

تعظیمِ نعمت

نیاز و احتیاج و بندگی کی شان دکھلاتے
کہ گو تھوڑی[(٣)] ہو نعمت، قدر اور تعظیم فرماتے

کبھی میز[(٤)] اور چوکی پر نہ کھانا نوش فرماتے
زمیں[(٥)] پر بیٹھ جاتے اور دسترخوان[(٦)] پر کھاتے

مرغوبات وماکولات

ثرید[(٧)] و سرکہ اور میٹھی غذا محبوب رکھتے تھے
کدُو اور شہد کو اور زَیت کو مرغوب رکھتے تھے

(١) وينصب الرجل اليمنى ويجلس على اليسرى (فتح الباري)
(٢) تواضعاً لِلّٰه وأدباً بين يديه (شرح زرقاني)
(٣) يعظم النعمة وإن دقّت لا يذم منها شيئاً (شمائل الترمذي)
(٤) ما أكل على خوان ولا على سكرجة (بخاري ج٢ ص٨١٥)
(٥) كان يقعد على الأرض (عائشةؓ) وكان يقول أكل كما يأكل العبد وأجلس كما يجلس العبد (إحياء العلوم كما في ابن حبان)
(٦) فقلت لقتادة فعلى ما كانوا يأكلون قال على هذه السُفُر (بخاري، ج٢ ص٨١٥)
(٧) كان يحب الخلّ والزيت والحلواء والعسل والدباء (عائشةؓ)

نہایت شوق (١) سے کھانے کی "کُھرچُن" آپ نے کھالی
تھا آبِ سرد و شیریں (٢) بھی پسندِ خاطرِ عالی

تقلیلِ منام وطعام

بہت کم سونے والے (٣) اور تھوڑا پیتے کھاتے تھے
رسولِ پاک ﷺ کا ہنسنا (٤) یہ تھا بس مسکراتے تھے

جو سوتے تھے تو اپنی (٥) داہنی کروٹ پہ ہوتے تھے
وہ دایاں ہاتھ رخسارے (٦) کے نیچے رکھ کے سوتے تھے

وہ خرّاٹے (٧) بھی لیتے تھے کہ جس میں خوش گواری تھی
کہ ہوتی سانس میں آواز ہلکی، پھونکنے کی سی

---

(١) وكان يعجبه الثفل (شفاء، شيم الحبيب)
(٢) وكان أحب الشراب إليه الحلو البارد (شمائل الترمذي، باب الشراب)
(٣) وكان قليل الأكل والنوم (أم معبدؓ)
(٤) ما كان ضحكه إلا تبسماً (شمائل الترمذي، باب الضحك)
(٥) وكان نومه على شقه الأيمن (براءؓ، بخاري ج٢، ص٩٣٧)
(٦) وكان إذا أخذ مضجعه وضع كفه اليمنى تحت خدّه الأيمن (حذيفةؓ، بخاري ج٢، ص٩٣٤)
(٧) وكان إذا نام نفخ (شمائل الترمذي، باب النوم)

حدث سے پاک(١) ہوتے، باوضو رہتے جو سوتے تھے
کہ آنکھیں سوتی تھیں دل(٢) سے مگر بیدار ہوتے تھے

نشستِ عام وضبطِ اوقات

وہ اکثر بیٹھنے(٣) میں دونوں گھٹنوں کو کھڑا رکھتے
کنارے اس کے حلقہ دونوں ہاتھوں کا بنا رکھتے

ہر اک معمول(٤) کا اک انتظامِ خاص رکھتے تھے
نہایت اعتدال(٥) اور ضابطے سے سب ادا کرتے

خوشبوئِ ذاتی وطیبِ خِلقی

کسی کوچے سے ہوتا جب گزر(٦) محبوبؐ باری کا
تو چلتا کارواں اک نکہتِ بادِ بہاری کا

(١) نام حتى نفخ فأتاه بلال فآذنه بالصلوة فقام وصلى ولم يتوضّأ (شمائل الترمذي، باب النوم)

(٢) تنام عيني ولا ينام قلبي (بخاري ص٥٠٤ ج٢)

(٣) وكان أكثر جلوسه محتبيًا (أبوداؤد، ترمذي، شفاء ٤١)

(٤) لكل حال عنده عتاد (حسنؓ، شمائل الترمذي، باب الخَلق)

(٥) معتدل الأمر غير مختلف (أيضاً)

(٦) لم يكن يمر النّبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم في طريق فيتبعه أحد إلا عرف أنه سلكه من طيبه (دارمي، بيهقي، خصائص ٦٧) كان رسول اللّٰه صليا لله عليه وسلم يعرف بالليل بريح الطيب (دارمي)

فضا ساری مہک جاتی تھی وہ جس راہ سے جاتے
نکلتے جستجو میں جو وہ خوشبو سے پتہ پاتے

نہ عطر و عود و عنبر، نےَ مہک مشک تتاری کی
وہ اک[۱] خوشبوئے ذاتی حضرتِ محبوبؐ باری کی

پسینہ[۲] پونچھ کر رکھتے صحابہ جسم اطہر کا
جو خوشبو میں گلاب و مشک و عنبر سے بھی بہتر تھا

مُصافح[۳] جس کو ہونے کی سعادت ہاتھ آتی تھی
تو پورا دن گزر جاتا مگر خوشبو نہ جاتی تھی

کسی بچّے کے سر[۴] پر دستِ رحمت پھیر کر دیتے
تو سب بچوں میں خوشبو سے اُسے ممتاز کر دیتے

(۱) قال اسحاق ابن راهویه إن تلك كانت رائحتهٗ بلا طيبٍ

(۲) ونام في دار أنس فعرق فجاء ت أمه بقارورة تجمع فيها عرقه فسألهارسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلّم عن ذلك فقالت نجعله في طيبنا وهو أطيب الطيب (مسلم، ص٢٥٧، ج٢)

(۳) وكان يصافح المصافح فيظل يومه يجد ريحها (دلائل النبوة، ص٢٣٢)

(۴) فيضع يده على رأس الصبي فيعرف من بين الصبيان بريحها (مسلم، ص٢٥٧، ج٢)

قوتِ بصارت

وہ پیچھے[(۱)] سے بھی اپنے دیکھتے تھے جیسے آگے سے
اندھیرے[(۲)] میں بھی آتا تھا نظر مانند اُجالے کے

انھیں قدرت[(۳)] تھی یکساں قرب و دوری کے نظاروں کی
ثریا میں نظر آتی چمک گیارہ[(۴)] ستاروں کی

قوت وشجاعت

مقابل[(۵)] میں نہ تھا کوئی، دلیری اور شجاعت میں
برابر تیں یا چالیس مردوں[(۶)] کے تھے طاقت میں

رُکانہ پہلواں[(۷)] ملکِ عرب کا رستمِ اعظم
کیا اس نے یہ شرط اسلام لے آنے کی مستحکم

---

(۱) وكان يرى من خلفه كما يرى من أمامه (شفاء) إني لأراكم من وراء ظهري (خصائص ٦١)

(۲) وكان يرى في الظلمة كما يرى في الضوء (مكارم الأخلاق ١٧، شفاء)

(۳) وكان يرى من بعيد كما يرى من قريب (عائشةؓ، شفاء)

(۴) وكان يرى في الثريّا أحد عشر كوكبًا (شفاء)

(۵) كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أشجع الناس (متفق عليه، مشكوة)

(۶) أعطي قوة ثلثين رجلا (بخاري ونسائي، خصائص ٦٩) و روي قوة أربعين رجلاً (ابن سعد، خصائص)

(۷) وصرع ركانة أشد أهل زمانه حين دعاه إلى الإسلام وصارع أبا ركانة في الجاهلية وعاوده ثلث مرات، كل ذلك يصرعه (دلائل النبوة ۳۳۷)

میں لے آؤں گا ایماں تم سے کُشتی میں اگر ہارا
رسول اللہ ﷺ نے پکڑا اٹھایا اور دے مارا

دوبارہ اور سہ بارہ ، پھر اٹھا اپنا لیے کس بَل
نبی ﷺ نے پھر پچھاڑا عقل اس کی ہوگئی مختل

لباس و پوشاک

لباس اکثر رہا کُرتا(۱) ، سفید(۲) اور کُھر درا(۳) موٹا
جو ہوتا نصف(۴) پنڈلی تک ، نہ لانبا ہی نہ تھا چھوٹا

کبھی پوشش(۵) تھی لنگی اور چادر دھاریوں(۶) والی
کبھی کملی(۷) بھی جسمِ پاک پر اوڑھے ہوئے کالی

---

(۱) كان أحب الثياب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يلبسه القميص (شمائل الترمذي، باب اللباس)

(۲) عليكم بالبياض من الثياب ليلبسها أحياكم وكفنوا موتاكم فإنها من خيار ثيابكم (شمائل الترمذي، باب اللباس وابن ماجة والحاكم)

(۳) وكان يلبس في الغالب الشملة والكساء الخشن والبرد الغليظ (شفاء)

(۴) وكان ذيل قميصه وردائه إلى أنصاف ساقيه (شرح زرقاني على المواهب و بمعناه عن ابن عباس رضي الله عنه في الحاكم)

(۵) وكان يأتزر إلى أنصاف ساقيه (شمائل الترمذي، باب اللباس)

(۶) وكان أحب الثياب يلبسه الحبرة (متفق عليه)

(۷) وكان يلبس مرط شعر أسود (ابن عباس رضي الله عنه) قالت عائشة خرج ذات غداة وعليه مرط من شعر أسود (شمائل الترمذي، باب اللباس، مسلم، أبوداؤد)

نعلین مبارکین

تھی چپل[۱] کی طرح کی ساخت نعلین معلیٰ کی
زباں کی شکل کی ہیئت[۲] تھی جو چرمِ مصفیٰ[۳] کی

تلہ دُہرا[۴] تھا اور دُہرے[۵] تھے تسمے دو جگہ اس میں
لگی تھیں پشتِ پا پر[۶] بیچ میں دو پٹیاں جس میں

وہ تسمے ڈال لیتے انگلیوں میں اپنی پیغمبرﷺ
انگوٹھے کے بھی پاس[۷] اک بیچ کی انگلی کے بھی اندر

---

(۱) كان لنعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قبالان (ترمذي، ج۲، ص۳۰۷)

(۲) (زرقاني)

(۳) يلبس النعال التي ليس فيها شعر (شمائل الترمذي، باب النعل)

(۴) رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي في نعلين مخصوفين (شمائل الترمذي، باب النعل ٦)

(۵) مثنّى شراكهما (أيضا)

(۶،۷) وكان صلى الله عليه وسلم يضع أحد القبالين بين الإبهام والأخرى بين التي تليها والأخرى بين الوسطى والتي تليها (حاشية شمائل و خصائل نبوي للشيخ محمد زكريا الكاندهلويؒ)

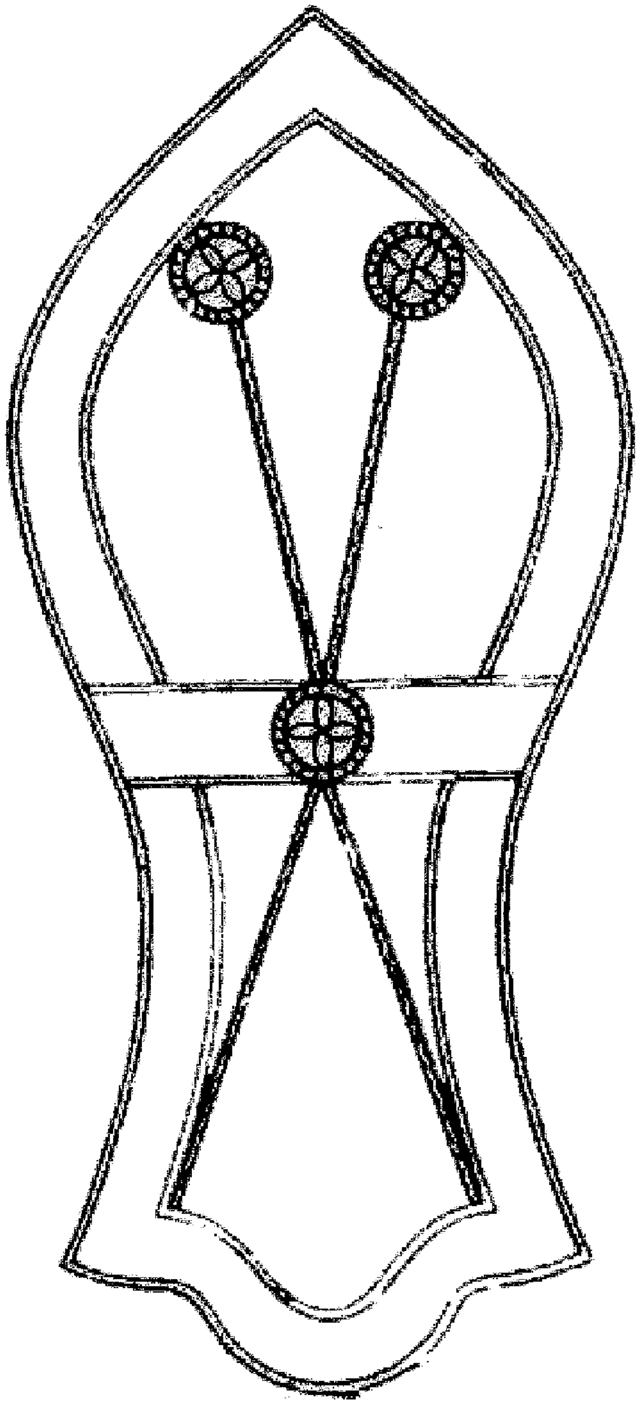

هــذا مثال نعالــهٖ
صلّوا علــيه و آلــه

سیرت طیبہ کا اجمالی خاکہ

رسولِ پاک کی بعثت سے منشائے خدا کیا ہے؟
رسالت کے فرائض کیا ہیں؟ کارِ انبیاء کیا ہے؟

یہ مقصد ہے پیمبرؐ بھیجنے سے ربِّ باری کا
کہ تا پاجائے انساں راستہ پرہیزگاری کا

حریص انساں کہیں دنیا کے پھندے میں نہ پھنس جائے
قیودِ نفس و شیطاں سے رہائی آدمی پائے

جہاں سے شرک و بدعت کی سیاہی دور ہو جائے
نفاق و گمرہی کی تیرگی کافور ہو جائے

چمن جھلسے ہوئے انسانیت کے لہلہا اٹھیں
جمالِ حق سے سینوں کے اندھیرے جگمگا اٹھیں

ہٹانا مادیت کی طرف سے ذہنِ انسانی
اٹھانا پردۂ رازِ ترقیاتِ روحانی

نہ فرقِ رنگ وخوں ، نےَ امتیازِ ابیض و اسود
تُلیں میزان عند اللّٰہ اتقاکم پہ نیک و بد

مروّت ، دوستی ، الفت شعاری عام کردینا
بپا عالم میں ہرسو پرچمِ اسلام کردینا

حمایت بےکسوں ، بیواؤں کی ، آفت نصیبوں کی
اعانت زیر دستوں کی ، غلاموں کی ، غریبوں کی

یتیموں ، بےنواؤں ، بےسہاروں کی مدد کرنا
ضعیفوں ، مفلسوں کی ، غم کے ماروں کی مدد کرنا

بشارت خلد کی دینا خدا سے ڈرنے والوں کو
ڈرانا نارِ دوزخ سے بغاوت کرنے والوں کو

احاطہ ہو نہیں سکتا ہے بعثت کے مقاصد کا
مصالح کا منافع کا فرائض کا فوائد کا

جہاں میں گو ہزاروں انبیاء و مرسلیں آئے
بالآخر تاجِ دارِ اولین و آخریںؐ آئے

ادا حقِّ رسالت کردیا سردارِ عالمؐ نے
خدا کے آخری پیغمبرِ نورِ مجسمؐ نے

ہزاروں دکھ اٹھا کر، گالیاں سن کر، ستم سہ کر
وطن تج کر، سکونت چھوڑ کر، بے خانماں ہو کر

اٹل بنیاد پر توحید کردی استوار اس نے
کیا سب جامۂ شرک و ضلالت تار تار اس نے

کٹی تاریکیٔ کفر، ایک زرّیں انقلاب آیا
سنبھالے پرچمِ نورِ ہدایت آفتاب آیا

بہ فیضانِ توجہ سب اندھیرے ہوگئے روشن
بہ حسنِ تربیت سارے بیاباں بن گئے گلشن

درِ توحید پر بھٹکی ہوئی انسانیت آئی
جہاں بانی کی محکوموں، غلاموں نے سند پائی

طبائع کو یہاں تک فیضِ صحبت نے جلا بخشی
فرشتہ خو، مہذب، نیک طینت بن گئے وحشی

تھے جتنے راہزن سب ہوگئے قوموں کے رکھوالے
مسیحا بن گئے دختر کو زندہ گاڑنے والے

ودیعت اس قدر کی ملتِ بیضا کو تابانی
قیامت تک نہیں اب حاجتِ پیغمبرِ ثانی

نبی کے پاک ہاتھوں دین کامل[1] ہوگیا آخر
سفینہ آکے ہم آغوشِ ساحل ہوگیا آخر

(۱) اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا.

وہ فتح و کامیابی پائی اس ہادیٔ برحق نے
سرِ عرشِ معلیٰ سے مبارک باد دی حق نے(۱)

نبوّت کے مشن کی کرچکے تکمیل آں سرورؐ
تو حاصل ہوگیا اب مدعائے زیست پیغمبرؐ

وہ وقت آیا شبستانِ عدم تابندگی پائے
یہ خورشید اپنے نوری مستقر کا قصد فرمائے

۞۞۞

يَا قَادِرُ صَلِّ عَلٰى مَوْلَايَ صَلٰوةً
تُرْضِيْهِ وَ تُرْضِيْكَ وَ تَرْضٰى بِهَا عَنِّيْ

(۱) سورۃُ النّصر

بلغ العلی بکمالہ

بلغ العلی بکمالہٖ کشف الدجی بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

وہ محمدؐ احمد مصطفیٰؐ ، وہ نبی امی و ہاشمیؐ
وہی ناسخ صحف و ملل ، وہ امام اور سبھی مقتدی
'لك ذكرك' کی وہ رفعتیں کہ مبشر اس کے ہراک نبی
سر عرش تک اسی خوش خرام کے نقشِ پا کی ہے روشنی

بلغ العلی بکمالہٖ کشف الدجی بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

ہو جبینِ ماہ عرق عرق، جو تجھے میں ماہ لقا کہوں
بڑی کش مکش میں ہوں تجھ کو شاہد منتظر کہوں، کیا کہوں
بخدا خدا نہیں تجھ کو نورِ خدا کہوں تو بجا کہوں
تجھے اے سراجِ منیرؐ کیوں نہ ضیائے ارض و سما کہوں

بلغ العلی بکمالہٖ کشف الدجی بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

ترا جلوہ رحمت و عفو کا، تری خوئے بندہ نواز میں
تری بارگاہ میں فرق کچھ نہیں غزنوؔی و ایاؔز میں
وہ چمن کھلا دئے حسن خلق کے ریگ زار حجاز میں
کہ عدو بھی آ کے اسیر سب ہوئے تیری زلفِ دراز میں

بلغ العلی بکمالہٖ کشف الدجی بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

یہ ہے حکایتِ حسن جو نہ کبھی کسی سے تمام ہو
مرا مضطؔر ان پہ ہمیشہ تابہ اَبد درود و سلام ہو
یہی ورد میرا رہے سدا، یہی شغل میرا مدام ہو
کہ درود و پاک لبوں پہ ہو، وہ قعود ہو کہ قیام ہو

بلغ العلی بکمالہٖ کشف الدجی بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

مظہر ذاتِ حق

مظہر ذاتِ حق سلام علیک	نور رب الفلق سلام علیک
بذل بر دیگراں و بہر خود	قدر سد رمق سلام علیک
السلام اے کہ غمزہ ات حل کرد	نکتہ ہائے ادق سلام علیک
کل جہاں اے پیمبرِ امی	خواند از تو سبق سلام علیک
کردۂ از اشارۂ انگشت	بر فلک ماہ شق سلام علیک
بہ غمت در ستونِ حنّانہ	اضطراب و قلق سلام علیک
جز تو کس نہ شنود فسانۂ غم	ایں ورق در ورق سلام علیک
آرزویم بر آستانۂ تو	من شوم جاں بحق سلام علیک

یک نگہ جانبِ دلِ مضطر
ہست در صد طبق سلام علیک

سلام علیک

عرض کرکے بادِ صبا! یا نبی سلام علیك
پیش کر پیام مرا یا نبی سلام علیك
ناخدا دوعالم کے آج تیری امت کا
پھر بھنور میں ہے بیڑا یا نبی سلام علیك
وہ عرب ہو یا ہو عجم ، ہرجگہ مسلماں پر
چھاگئی ہے غم کی گھٹا یانبی سلام علیك
تاج اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ جن کو تو نے بخشا تھا
ہیں وہ در بدر رسوا ، یا نبی سلام علیك
تھا کبھی جو شاہ جہاں ، جو کبھی تھے عالم گیر
اب وہ ہیں غلام و گدا یا نبی سلام علیك
فرقہ بندیاں توبہ، آج قوم و ملت کا
منتشر ہے شیرازہ یا نبی سلام علیك
بے نشاں قیادت ہے، بے عناں اطاعت ہے
قوم غولِ آوارہ یا نبی سلام علیك

تشنہ لب ہے پھر دینا ، وقت ہے کہ پھر برسے
گیسوؤں کی کالی گھٹا یا نبی سلام علیك
مضطرِ گدا تیرا، ہے نگاہ رحمت کا
آسرا لیے آقا یا نبی سلام علیك

محمد ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

گہر میں نہ ہوتا پتہ آبرو کا نہ پھولوں میں نام ونشاں رنگ و بو کا
نہ قمری کی اس ضربِ حق سرہ کا پپیہے کی 'پی پی' نہ کوئل کی 'کو' کا
محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

یہ سبزہ ، یہ جوئے رواں صحن گلشن گھنی جھاڑیاں ، طائروں کے نشیمن
رسیلی فضا ، چاندنی جلوہ افگن یہ بیلا یہ نرگس، یہ لالہ یہ سوسن
محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

سحر اور نہ اس کا دل آویز منظر بچھاتا نہ خورشید سونے کی چادر
نہ بلبل کا یہ نغمۂ روح پرور گہر بار شبنم ، نہ خنداں گلِ تر
محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

نہ یہ شام رنگیں ،شفق کے نظارے فضاؤں میں جلووں کے بہتے نہ دھارے
نہ سیارگانِ فلک پیارے پیارے ثوابت، نہ کہکشاں چاند تارے
محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

نہ جن و ملائک، نہ انساں، نہ حیواں نہ جنت، نہ دوزخ، نہ محشر، نہ میزاں
نبی لے کے آتے خدا کا نہ فرماں زبور اور توریت، انجیل و قرآں
محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

نہ یہ مدرسے، مسجدیں، خانقاہیں یہ ایمان و احسان کی جلوہ گاہیں
نہ پاتیں کبھی نورِ عرفاں نگاہیں خدا تک پہنچنے کی ملتی نہ راہیں
محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

عناصر یہ مٹی، ہوا، آگ، پانی کہ قائم ہے جن پر نظامِ جہانی
کوئی بات ہو ظاہری یا نہانی زمینی کوئی شیٔ ہو یا آسمانی
محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

اللھم صل علیٰ محمد

مظہرِ ذاتِ کبریا صلّ علی محمّدٍ
باعثِ خلقتِ سما صلّ علی محمّدٍ
کرتا ہے آپ کردگار اپنے حبیب پر نثار
پڑھتے ہیں سب ملائکہ صلّ علی محمّدٍ
جب کبھی ذکر چھڑگیا ، گیسو و روئے پاک کا
آکے برس گئی گھٹا صلّ علی محمّدٍ
آنکھ میں اشک، دل میں یاد، لب پہ درود اور سلام
ہے یہی شغل غم ربا صلّ علی محمّدٍ
ہائے وہاں وہ اشتیاق اور یہاں یہ خوابِ ناز
لیلۃ اسریٰ کی فضا صلّ علی محمّدٍ
قاصد قادر جلیل، در پہ کھڑے ہی جبرئیل
لے کے براق برق پا صلّ علی محمّدٍ
عیسیٰؑ و آدمؑ صفی، موسیٰؑ و نوحؑ مقتدی
آگے امامِ انبیاء صلّ علی محمّدٍ

کھولیں گے جبرئیل کیا رازِ دَنَا لَقَدْ رَایٰ
سدرہ ہی ان کا منتہی صلّ علی محمّدٍ
دیکھ کے تابشِ جمال، بھول گیا تھا اپنی چال
وقت کا تیز قافلہ صلّ علی محمّدٍ
کنڈی درِ نبی کی تھی ہلتی ہوئی اسی طرح
گرم ابھی تھا بسترہ صلّ علی محمّدٍ
چپ نہ ہو مضطرؔ گدا، ہائے ابھی سنائے جا
نعتِ نبی مصطفیٰ صلّ علی محمّدٍ

حسن تصور

آئی نسیم دل کشا صلّ علی محمّدٍ
غنچۂ شوق کِھل گیا صلّ علی محمّدٍ

ہے یہی روز روز کا تیرے سفر کا راستہ
مجھ کو بھی لے چل اے صبا صلّ علی محمّدٍ

چل مرے راہوار شوق، ہمرہِ راز دارِ شوق!
زمزمہ خواں غزل سرا صلّ علی محمّدٍ

نور نگاہ عاشقاں ، قبلۂ قلب عارفاں
قبہ وہ اک ہرا ہرا صلّ علی محمّدٍ

کعبہ و عرش سے سوا منزلت اور مرتبہ
روضۂ شاہِ دوسرا صلّ علی محمّدٍ

خواب گہِ حبیبؐ سے ممبر جلوہ گاہ تک
قطعۂ خلد جاں فزا صلّ علی محمّدٍ

کی تھی کسی نے یاں کبھی مشق خرام ناز کی
صحرا بہشت بن گیا صلّ علی محمّدٍ

دیتی ہے راہ کا پتہ روشنیِٔ نقوشِ پا
گزرا ہے کوئی قافلہ صلّ علی محمّدٍ

ڈھونڈ رہی ہے پھر نگاہ منظر حجۃ الوداع
سعی و طواف و تلبیہ صلّ علی محمّدٍ

ہائے وقوفِ عرفہ اور خطبۂ رحمتِ تمام
عاشقوں کا وہ جمگھٹا صلّ علی محمّدٍ

نحر وہ باہزار ناز اور رمی بصد ادا
جشن سہ روزۂ منیٰ صلّ علی محمّدٍ

صَلِّ اَللّٰھُمَّ دَائِمًا صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صلّ علی محمّدٍ

بزم کو مست کردیا مضطؔر مست تو نے آج
یہ تری نعت مرحبا صلّ علی محمّدٍ

درود و سلام

رحمتِ عالم نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
خیر بشر پیغمبرِ اعظم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
مصدر کن کا جوہرِ اعلیٰ، مخزنِ قدرت کا درِ یکتا
مقصودِ خلّاق دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
رفعت شان اَلْعَظْمَۃُ لِلّٰہِ، واں پہ سر جبریل نہ پہنچا
پہنچے جہاں تک پائے مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
چشمِ مبارک اللہ اللہ، صدقے جن پر ساغر و صہبا
ساقئ کوثر وارثِ زمزم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
اعظم، اکرم، اشرف، اطہر، عرشِ معلیٰ سے بھی فزوں تر
خواب گہِ سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
سب ہے انھیں قدموں کی بدولت، دنیا عقبیٰ دوزخ جنت
خندۂ گل اور گریۂ شبنم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
کیا غم دنیا کیا غم محشر، مایوسی کیسی دل مضطر؟
وہ ہیں خدا کے ان کے ہیں ہم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

صہبائے حجاز

ساقیا آج پلا ساغرِ صہبائے حجاز
بہہ پڑے آنکھوں سے خوں بن کے تمنائے حجاز
اس قدر جوش پہ آئے مرا سودائے حجاز
بندشیں توڑکے بھاگوں سوئے صحرائے حجاز
پھر وہی زمزمۂ قلقلِ مینائے حجاز
پھر بنے سارا جہاں والہ و شیدائے حجاز
آئی ہے لے کے شمیمِ چمنِ طیبہ نسیم
مرحبا روح نواز، و جنوں افزائے حجاز
دھجیاں ہوکے گریباں مرا اڑجاتا ہے
دل یہ پہلو میں ہے یا محمل لیلائے حجاز
اپنی پلکوں سے انھیں چن کے میں دامن بھرلوں
دشت میں کانٹے ہیں، پتھر ہیں کہ گلہائے حجاز
جاکے ہر روز جبیں اپنی گھِسا کرتا ہے
شاید اے چاند تو ہے ناصیہ فرسائے حجاز

اپنے دامن میں کبھی رکھ کے مری یہ کف خاک
لے چل اے بادِ صبا ! بادیہ پیمائے حجاز
چاک کر ڈالتے ہیں جاتے ہی جیب و دامن
جانے کیا دیکھتے ہیں جاکے تماشائے حجاز
سرورِ ؐ کون و مکاں گنبد خضریٰ میں حیات
اور وہ بیتِ خدا ، ہائے ارے ہائے حجاز
یہ بھی اک آپ کا ہے مضطرؔ مسکین و فقیر
اپنے کوچے میں بلالو شہ ؐ والائے حجاز

ساقی نامہ

ادھر سے پھر گئی جب سے تری چشمِ کرم ساقی
زمیں بحرِ الم ہے، آسماں ہے ابرِ غم ساقی
ترے رندوں کی ہے اب یہ متاعِ مغتنم ساقی
یہی اک آہِ غم ساقی، یہی اک چشمِ نم ساقی
پڑا ہے سر بہ زانو شیخ، رقصاں ہیں صنم ساقی
مری مجبوریوں کو دیکھ اور باطل کا دم ساقی
خلیفہ یہ خدا کا اور یہ خیر الامم ساقی
نظر ملتی نہیں، شرمندگی سے سر ہے خم ساقی
لگے ہے ڈگمگاتی سی زمیں زیرِ قدم ساقی
یہ خاکِ ہند ہو ساقی کہ وہ ارضِ حرم ساقی
بنے ہیں مدتوں سے تختۂ مشقِ ستم ساقی
زبانیں گنگ ہیں اور ہے قلم کا سر قلم ساقی
یہ سینہ بن گیا زخموں کا گلزارِ اِرم ساقی
رگ و پے میں بجائے خوں رواں ہے موجِ غم ساقی

حقیقت میں رہے گو تیرے میکش اب نہ ہم ساقی
عدو دنیا ہے تیرا جان کر تیری قسم ساقی
ہمیں مت دیکھ، اپنی دیکھ تو شانِ کرم ساقی
بڑی عالی ہے، رکھ لے اپنی نسبت کا بھرم ساقی
نہیں کوئی ذلیل اس سے زیادہ آج دنیا میں
کبھی وہ تھا جو کعبہ سے زیادہ محترم ساقی
کبھی جو کثرت و قلت کو خاطر میں نہ لاتا تھا
وہی شاہیں ہے اور دامِ طلسمِ بیش و کم ساقی
مرا ایمان ہے کوئی نہیں اس کو بجھا سکتا
مگر طوفان کی زد میں ہے قندیلِ حرم ساقی
یہ عمر اے کاش تیرے میکدے ہی میں گذر جاتی
نکلتا تیری چوکھٹ پر ترے مضطرؔ کا دم ساقی

نوائے شبیہ

جلوے ہیں نگاہوں میں نہ آباد ہے سینہ
مرنے کا نہ انداز نہ جینے کا قرینہ
محفل میں نہ ساقی ہے نہ ساغر ہے نہ مینا
بس خون کے اشکوں کا ہے اس دَور میں پینا
اس عہد میں ایمان پہ آساں نہیں جینا
جب تک نہ براہیمؑ کا ہو دیدۂ بینا
ہاتھ آیا نہ مفلس کو وہ گنجینہ خزینہ
پِیروں نے بتایا تھا ہے سینے میں دفینہ
وہ گنبدِ خضریٰ دل و دیدہ کا سکینہ
وہ نورِ جہاں خاتمِ ہستی کا نگینہ
کیا جانئے ڈوبا ہے کہ یا پار لگا ہے
گو عمر کا ہے موت کے ساحل پہ سفینہ
روزینہ مشاغل میں وہ کیا ہوگا خوش اوقات
حاصل ہی نہیں جس کو نواہائے شبینہ

مکتوبِ محبت ہے یہ، پڑھتا ہوا چڑھ جا
محبوب لبِ بام ہے، قرآن ہے زینہ
پھر بانگِ خلیلیؑ پہ ہوں میں کان لگائے
اب دیکھئے کیا لایا ہے ذی الحج کا مہینہ
چل اے ملک الموت! مری راہبری کر
طیبہ کا مسافر ہوں میں، جانا ہے مدینہ
کیا خوب! وہؐ آئے ہیں نکیرین کے ہمراہ
ہے قبر مری خانۂ وحشت کہ مدینہ
پلّے میں مرے کچھ نہیں اے داورِ محشر!
اک شغل درودوں کا ہے، اک شوقِ مدینہ
عقبیٰ میں سکونِ دلِ مضطر ملے یارب!
جنت وہ عطا ہو مجھے جس میں ہو مدینہ

یا آپ کا دامن ہوا

نعت احمد سے مقدس ذوقِ شعر و فن ہوا
جتنا خامہ چل گیا ، فردوس کا گلشن ہوا
جتنے قطرے تھے مرے اشکوں کے موتی بن گئے
رشکِ صد گلشن مرا ہر چاک پیراہن ہوا
اے میں قرباں یادِ گیسوئے نبی صل علیٰ
کیا معطر تیری خوشبو سے مرا آنگن ہوا
اک طرف عشق وجنوں، اک سمت شرع و دیں کا پاس
نعت گوئی کیا ہے، کارِ شیشۂ و آہن ہوا
عرصۂ محشر کی طولانی کو نسبت ان سے کیا
عرش کا سایہ ہوا یا آپؐ کا دامن ہوا
اللہ اللہ کیا نگاہِ کیمیا تاثیر تھی
قوم و ملت کا 'محافظ' قاتل و رہزن ہوا
ساری امت میں ابو بکرؓ و عمرؓ کا کیا جواب
زندگی قدموں میں اور پہلو میں پھر مدفن ہوا

عاشقانِ مصطفیؐ در اصل ہیں اصحابِ پاکؓ
راہِ حق میں جن کا قرباں جان تن من دھن ہوا
زندگی مکّے کی مضطر موت طیبہ کی ہے موت
وائے محرومی نہ وہ مسکن نہ وہ مدفن ہوا

نام آہی گیا

نعت گویانِ نبیؐ کی صف میں نام آہی گیا
آفریں ذوقِ سخن تو میرے کام آہی گیا
اک گدائے بے نوا اورمصر کے بازار میں
نقدِ جان و دل لیے سودائے خام آہی گیا
شاد باش اے سوزِ غم، صد شکر اے دردِ فراق
قرب کی لذت ہے حاصل وہ مقام آہی گیا
یاس و ناکامی کے غم نے جب کبھی گھیرا مجھے
ابرِ رحمت جھوم کر بہرِ سلام آہی گیا
جب بھی آنکھیں بند کیں اللہ رے پروازِ شوق
دم کے دم میں سامنے بیت الحرام آہی گیا
یوں تخیل پَر لگا کر لے اُڑا جیسے کہ میں
پیشِ دربارِ شہِ عالیؐ مقام آہی گیا
دشت و صحرائے عرب میں کیا تعب، کیا تشنگی؟
ذرّہ ذرّہ راہ میں کوثر بجام آہی گیا

آنے جانے کا تصور، چلنے پھرنے کا خیال
دیکھ کر ان کی گلی لطفِ خرام آہی گیا
اول اول نور افشاں تھے کواکب اور نجوم
آخر آخر غیرتِ ماہِ تمامؐ آہی گیا
حشر میں کیسا تحمل تشنگیٔ دید کا؟
حوضِ کوثر ڈھونڈتا ہر تشنہ کام آہی گیا
کس کو ان کی بارگہ میں ہم کلامی کی مجال
ہاں! مگر قرآن میں لطف کلام آہی گیا
قبر کی تاریک شب کا کچھ نہ ساماں ہوسکا
مضطرؔ آخر زندگی کا وقت شام آہی گیا

نورٌ علیٰ نور

اپنی اپنی نظر، اپنا اپنا جگر ، حوصلہ اپنا ہے اپنا مقدور ہے
کوئی عرشِ معلیٰ پہ ثابت قدم کوئی افتاں و خیزاں سرِ طور سے
نکہتوں سے فضا ساری معمور ہے، جس طرف دیکھئے نور ہی نور ہے
قدسیوں سے بہر سمت محصور ہے، کیسی محفل ہے کس کا یہ مذکور ہے
نعت ہیں آسمانی کتابیں سبھی ، سارا قرآن ہے نعت میں آپ کی
خود خدا ہی ہو جب نعت خوانِ نبیؐ، نعت خوانی کرے کس کا مقدور ہے
آن کی آن میں جانے کیا کر دیا ، راہزن جتنے تھے بن گئے رہ نما
ان کا اندازِ تبلیغ کیا پوچھنا ، گبر صد سالہ بھی رشک منصور ہے
کل کا دن آج سے خیر و برکت کا تھا، آج جو بات ہے کل کہاں پھر بھلا
نیک ساعت ہے آ اے اجل! آج آ، کل کا دن عہدِ سرکارؐ سے دور ہے
ہے سفینہ مرا غرقِ موجِ الم، ہوتی جاتی ہے تاریک تر شامِ غم
تاج دار دو عالمؐ! نگاہِ کرم، سَو بلائیں ہیں اک جانِ مجبور ہے

ہم نشیں چل مدینے مجھے ہند کی زیست کیا موت بھی اب گوارا نہیں

ان کے در پر میں زندہ رہوں یا مروں، یہ بھی منظور ہے وہ بھی منظور ہے

قطعۂ باغِ فردوس ہے وہ زمیں، جو گیا پھر نکالا وہ جاتا نہیں

ہے یہ مَنْ زَارَ قَبرِیْ کی شرح مبیں، زائر روضۂ پاک مغفور ہے

کھوئی کھوئی نظر چہرہ اترا ہوا، ٹوٹا سا دل، مضمحل دست و پا

کیا سبب ہے کہ تو مضطرِ مبتلا ان سے منسوب ہے اور مجبور ہے

شیش محل

ہوگئی آنسوؤں سے کشتِ تمنا جل تھل
مئے غم اتنی اُڑا لایا کہاں سے بادل
کتنی ہی میّتیں مدفون ہیں ارمانوں کی
ایک اک قطرہ ہے اشکوں کا مرے تاج محل
اشک پاشی سے ہمیشہ تر و تازہ رکھئے
تپشِ غم سے نہ مرجھائے کہیں دل کا کنول
ہیں پڑے تیرِ نظر کے ترے گھائل ہرسو
اب اسے جلوہ گہِ ناز کہوں یا مقتل؟
ہم نفس باد بہاری کی عنایت مت پوچھ
آئی اور میرے چمن سے گئی کترا کے نکل
زیست کی شام ہوئی سونے کی تیاری ہے
ہوئی جاتی ہیں مری نیند سے پلکیں بوجھل

دن کو سرمستیوں میں رات کو سرشاری میں
دل ہے پہلو میں مرے یا کوئی مے کی بوتل
بجتا رہتا ہے بہر حال مسرت ہو کہ غم
موت کے ہاتھ سے ٹوٹے گا مرا سازِ غزل
آخرِ شب ہے یہ اور ہاتھ میں ان کا دامن
خوب موقع ہے مچل ، دیدۂ تر آج مچل
دھوپ افلاس کی، بارش ہے حوادث کی تو کیا
میری جنت ہے یہ نعتوں کا مرا شیش محل

اے صبا سوئے شفا خانۂ طیبہ لے چل
ایک مدت سے ہوں مجموعۂ امراض و علل
ہے مرا زاد سفر زہد نہ تقوی نہ عمل
رحمتِ حق کا سہارا ہے ، شفاعت کا ہے بَل
دین امی لقبی، ناسخ ادیان و ملل
سب رسولوں میں یہ پیغمبرؐ آخر اول
چشمہ انگشت مبارک سے جو بہتا دیکھے
اپنے دو چلّوؤں میں ڈوب مرے 'گنگا جل'

خشک صحرا پہ جو تیری نگہِ لطف اٹھے
زلف لہرائے گھٹا، برق ہلائے مورچھل

مجھے امید ترے کاکُلِ پیچاں سے بندھی
ہوں دو عالم کے مرے عقدۂ لاینحل حل

خلوتِ قبر میں وصل کا وعدہ ان کا
مژدہ باد! اے دلِ بے تاب سنبھل اب تو سنبھل

لیلیٰ کعبہ ہے اوڑھے ہوئے کالی رِدا
برق یا چہرہ پہ بادل کا ہے ڈالے آنچل

حسرت دید

غنچۂ و گل دیکھتے کیا ماہ و اختر دیکھتے
دیکھتے طیبہ تو پھر کیا کوئی منظر دیکھتے
جس سے بہتر اس زمین و آسماں میں کچھ نہیں
حق تو یہ تھا ہم اسے سب کچھ لٹا کر دیکھتے
گنبدِ خضریٰ کی جی بھر کر بہاریں لوٹتے
دور ہٹ کر دیکھتے، نزدیک جاکر دیکھتے
پھر نگاہِ شوق کو ہوتی کسی کی جستجو
خالی خالی کس طرح محراب و منبر دیکھتے
بیٹھے ہی رہتے لگاکر آسرا جالی کے پاس
پیشِ دربارِ کریمؐ اپنا مقدر دیکھتے
حاضرِ دربار رہتے ہر گھڑی پروانہ وار
وہ اگر جلوہ دکھاتے جان دے کر دیکھتے
زندگی بھر کا یہی ہوتا مبارک مشغلہ
دیکھتے پھر دیکھتے ہردم برابر دیکھتے

جب نظر آتی کہیں "من زار قبري" کی حدیث
مسکراکر دیکھتے پھر مسکراکر دیکھتے
یاد آجائیں گے مرض الموت کے سب واقعات
ہائے کیوں کر خوخۂ صدیقِ اکبرؓ دیکھتے
چاندنی رات اور صحابہؓ کا وہ نوری مشغلہ
روئے انور دیکھتے، ماہِ منور دیکھتے
یہ ہجومِ یاس اور عالم وفورِ شوق کا
آپ اگر ایسے میں بیتابیٔ مضطر دیکھتے

بادۂ شوق

قافلہ جس وقت کوئی سوئے طیبہ جائے ہے
دل کو تڑپا جائے ہے، آنکھوں کو چھلکا جائے ہے
جب دلِ مضطر ہجوم غم سے گھبرا جائے ہے
جیسے دَر پردہ کوئی تسکین فرما جائے ہے
جب کوئی جھونکا نسیمِ صبح کا آجائے ہے
آنسوؤں کا ساغرِ گل رنگ چھلکا جائے ہے
خواب میں جب گلشنِ طیبہ نظر آجائے ہے
خلد کے درجات پر اتنا ہی چڑھتا جائے ہے
اشک کے موتی لٹانے جاتا ہوں کچھ دُور ساتھ
حاجیوں کا قافلہ جب آئے ہے یا جائے ہے
زندگی جوں جوں گذرتی ہے فزوں ہوتا ہے شوق
بادہ گھٹتی جائے اور نشّہ بڑھتا جائے ہے

(ق)

ہائے میں اب تک ہوں محرومِ زیارت کیا کہوں
عنقریب اب زندگی کی شام بھی آجائے ہے

حیف یہ درماندگی، بے چارگی، بے مائیگی
دور ہے منزل ابھی، دل ہے کہ بیٹھا جائے ہے
کچھ بھی ہو مایوس لیکن اے دلِ مضطر نہ ہو
کون جانے کس پہ کب رحمت کو پیار آجائے ہے

ناسورِ کہن

حرم کا قافلہ جب دیکھ پاتے ہیں بہت دن سے
ترانہ شوق کا ہم گُنگناتے ہیں بہت دن سے
یہ کہہ دینا کہ کب ہوگی سحر میری شبِ غم کی
مری قسمت پہ تارے مسکراتے ہیں بہت دن سے
یہ کہہ دینا نچھاور کے لیے دربار اقدس میں!
سرِ مژگاں پہ ہم موتی سجاتے ہیں بہت دن سے
یہ کہہ دینا کہ میری ہجر کی راتیں ہیں نورانی
مری پلکوں پہ تارے جھلملاتے ہیں بہت دن سے
یہ کہہ دینا کبھی دیکھا نہیں لیکن نہ جانے کیوں؟
مدینے کے مناظر یاد آتے ہیں بہت دن سے
یہ کہہ دینا کہ ہر تدبیر الٹی پڑتی جاتی ہے
مگر ہم اپنی قسمت آزماتے ہیں بہت دن سے
یہ کہہ دینا الجھتا جارہا ہے زیست کا عقدہ
ہمارے چارہ گر بگڑی بناتے ہیں بہت دن سے

یہ کہہ دینا زمینِ ہند ہے اب تنگ مسلم پر
عدو تیرے غلاموں کو ستاتے ہیں بہت دن سے
یہ کہہ دینا، یہ کہہ دینا، یہ کہہ دینا، یہ کہہ دینا
پیامِ شوق زائر کو سناتے ہیں بہت دن سے
نگاہِ شوق کے یہ حوصلے، یہ ولولے دل کے
ترے مضطؔر کو اکثر گدگداتے ہیں بہت دن سے

حدیث حسن

ہم نشیں کچھ کر دیارِ ساقئ کوثرؐ کی بات
دل کو کچھ بھاتی نہیں دنیائے شور و شر کی بات
ہے تو وحشت ناک بے شک مرقد ومحشر کی بات
ان کا دامن ہاتھ میں ہو تو نہیں کچھ ڈر کی بات
روضۂ خلدِ بریں کا چھوڑ واعظ تذکرہ
کر اگر تو کر سکے کچھ روضۂ اطہر کی بات
ہر طرف اشکوں کا اک طوفان سا اُمڈا ہوا
کچھ نہ پوچھو ان کے در پر دیدہائے تر کی بات
اف وہ منظر شش جہت، اک موجِ وحدت میں ہے غرق
ہائے کیا کہیے خدائے دو جہاں کے گھر کی بات
بادہ کش اور بادہ کوئی بھی نہیں پابند ظرف
چاہِ زمزم پر نہیں کچھ شیشہ و ساغر کی بات
رہ گیا محروم، شامِ زندگی بھی آگئی
کیا کہوں اے دوست اِس بختِ سیہ اختر کی بات

سب کلامِ حق ہے وہ قرآن ہو یا ہو حدیث
در حقیقت ہے خدا کی بات پیغمبرؐ کی بات
ملتے ہیں ہر حرف پر دس اجر قرآں کی طرح
گیسوؤں کا ذکر کیجیے یا رخِ انور کی بات
لفظ و معنیٰ میں کوئی تعبیر ممکن ہی نہیں
کہنے کے قابل نہیں ہے اب دلِ مضطؔر کی بات

متاعِ یاد

جب درِ پیغمبرؐ رحمت کی آجاتی ہے یاد
دل کے ویرانے میں کیا کیا گل کھلا جاتی ہے یاد
حسرت وغم کی گھٹا جب بن کے چھا جاتی ہے یاد
آنسوؤں کا ہر طرف دریا بہا جاتی ہے یاد
زخم پر کچھ اور بھی چرکے لگا جاتی ہے یاد
چٹکیاں لیتی ہوئی کیا مسکرا جاتی ہے یاد
رفتہ رفتہ سینے میں جب راہ پاجاتی ہے یاد
دل میں بس جاتی ہے، رگ رگ میں سما جاتی ہے یاد
اے خوشا یہ مشغلہ، الحمدللہ یہ فراغ!
دل سے اک ان کے سوا سب کچھ بھلا جاتی ہے یاد
وہ بہارِ کیف و مستی، وہ تصور کا جمال
یاس کے ظلمت کدے کو جگمگا جاتی ہے یاد
جیسے سچ مچ ہو درِ اقدس نظر کے سامنے
خواب سا دکھلا کے کیا دل کو لبھا جاتی ہے یاد

وہ ریاضِ خلد، وہ روضہ، وہ منبر کی بہار
ہر طرف اک نور کا منظر دکھا جاتی ہے یاد
میں سمجھتا تھا بنے گی باعثِ تسکینِ دل
آ کے لیکن اور درد و غم بڑھا جاتی ہے یاد
تا شبِ فرقت سکوں پائے نہ مضطر کوئی دم
نیند آنکھوں سے مری آ کر اڑا جاتی ہے یاد

پرسشِ شوق

یا رب کوئی درمانِ حزیں ہے کہ نہیں ہے؟
قسمت میں درِ سرورِ دیںؐ ہے کہ نہیں ہے؟
کب تک یوں ہی آوارہ بھٹکتے ہوئے سجدے
اُس در کے لیے میری جبیں ہے کہ نہیں ہے؟
دامن میں جو عیبوں سے بھری نعش چھپالے
ایسی کوئی طیبہ میں زمیں ہے کہ نہیں ہے؟
قسّامِ ازل میری نگاہوں کا مقدّر!
وہ روضۂ فردوسِ بریں ہے کہ نہیں ہے؟
ہو کسبِ ضیا گنبدِ خضریٰ کے کلس سے
ایسی بھی شبِ ماہِ مبیں ہے کہ نہیں ہے؟
پہنچے یہ سیہ کار بہ اوجِ جبلِ نور
یہ مقدرتِ خاک نشیں ہے کہ نہیں ہے؟
کرسکتا دو عالم کو میں غرقِ مئے زمزم
وہ شامِ طرب صبحِ حسیں ہے کہ نہیں ہے؟
جن کے لیے واجب ہے شفاعت شہِ دیںؐ کی
اس زمرہ میں مضطرؔ بھی کہیں ہے کہ نہیں ہے؟

حسرت ناکام

اب کے پھر طیبہ میں جانا میری قسمت میں نہ تھا
ان کا سنگِ آستانہ میری قسمت میں نہ تھا
ہوتی جاتی ہے شبِ غم اور بھی تاریک تر
صبح کا منظر سہانا میری قسمت میں نہ تھا
ہوگئے مفلوج دست و پا بصارت بھی گئی
آرزوئے دل بر آنا میری قسمت میں نہ تھا
موت کے ساحل پہ آ پہنچا سفینہ عمر کا
قبر طیبہ میں بنانا میری قسمت میں نہ تھا
دعوتِ دیدار سن کر تول کر پَر رہ گیا
کہہ کے لبیک اڑ کے جانا میری قسمت میں نہ تھا
وہ جمالِ کعبہ برق طور کی انگڑائیاں
ہوش کا جاکر نہ آنا میری قسمت میں نہ تھا
وہ لپٹ جانا کبھی دیوارِ بیت اللہ سے
اور کبھی چکر لگانا میری قسمت میں نہ تھا

مَس ہوئے ہیں سنگِ اسود سے لبِ محبوب حق
لطف بوسے کا اٹھانا میری قسمت میں نہ تھا
رند دریا نوش کی زمزم پہ وہ سرمستیاں
وہ حرم میں لڑکھڑانا میری قسمت میں نہ تھا
وادیٔ عرفات میں ان کا وہ وعدہ وصل کا
شوق کی محفل سجانا میری قسمت میں نہ تھا
وہ منیٰ میں ذبح ہونا ان کے دستِ ناز سے
رقصِ بسمل کا دکھانا میری قسمت میں نہ تھا
کوچۂ و بازارِ طیبہ اور جلووں کا ہجوم
خود کو کھوکر بھول جانا میری قسمت میں نہ تھا
وہ مری تجدید ایماں ان کے دستِ پاک پر
ان کو بھی شاہد بنانا میری قسمت میں نہ تھا
وہ شفاعت اور بخشش کی دعاؤں کی طلب
خود پیام اپنا سنانا میری قسمت میں نہ تھا
کعبؓ اور حسانؓ کی تقلید میں منبر کے پاس
نعت مضطرؔ گنگنانا میری قسمت میں نہ تھا

معذرت

پھر گرمِ سفر ہونے لگا قافلہ تیرا
شرمندہ ہوں میں ساتھ میں چلنے کا تھا وعدہ
بیٹھا تھا میں تیار مگر مرضیِ مولیٰ
ان کا کوئی پیغام ابھی تک نہیں آیا

جا بادِ صبا، بادِ صبا، بادِ صبا جا

باقی ہے غم و درد کا کچھ دَور عبوری
ملتا نہیں آہوں کا ابھی اذن حضوری
نالے ہیں ابھی راہ میں طے کرتے ہیں دوری
اشکوں کی بھنور میں ہے ابھی دل کا سفینہ

جا بادِ صبا، بادِ صبا، بادِ صبا جا

ہر ذرہ مری راہ کا یا خار ہے یا سنگ
افسوس کہ مجھ پر بایں وسعت ہے جہاں تنگ
ہیں سعی کے بازو بھی شل اور پائے طلب لنگ
یارا ہی نہیں مجھ کو تری ہم سفری کا

جا بادِ صبا، بادِ صبا، بادِ صبا جا

کوئے شہِ ابرارؐ میں جانا ہو مبارک
دربارِ گہر بار میں جانا ہو مبارک
اس گلشنِ بے خار میں جانا ہو مبارک
کیا دوں تجھے نذرانہ یہ آنسو مرے لے جا

جابادِصبا، بادِصبا، بادِصبا جا

کہہ دینا کہ دن عمر کے باقی ہیں بہت کم
پیری میں ہے ہر روز فزوں ضعف کا عالم
طولِ شبِ ہجراں میں کہیں توڑ نہ دوں دم
میں قبر میں لے جاؤں تری زلف کا سودا

جابادِصبا، بادِصبا، بادِصبا جا

مایوس کن اب مضطرؔ خستہ کے ہیں حالات
پیہم یہ مصائب، یہ مسلسل غم و آفات
بچپن ہو بڑھاپا ہو ہمیشہ یہی حالات
آنسو ہی بہانا مری قسمت میں ہے لکھا

جابادِصبا، بادِصبا، بادِصبا جا

اگر اللہ نے چاہا

چلیں گے جانبِ بطحا اگر اللہ نے چاہا
بلائیں گے مرے آقا اگر اللہ نے چاہا
بایں موجِ بلا ، شامِ الم ، گرداب بحرِ غم
لگے گا پار یہ بیڑا اگر اللہ نے چاہا
کبھی اک روز میرے مطلعِ قسمت پہ چمکے گا
ہلالِ گنبدِ خضریٰ اگر اللہ نے چاہا
وہی بس ہر گھڑی دیکھا کریں گے ٹکٹکی باندھے
جمالِ لیلیٰ کعبہ اگر اللہ نے چاہا
کبھی داتا کے گھر کے گرد وہ پھیرا سوالی کا
کبھی دہلیز کا بوسہ اگر اللہ نے چاہا
کبھی جوشِ جنوں میں سر برہنہ چاک پیراہن
تگاپوئے صفا مروہ اگر اللہ نے چاہا

گھروں کو چھوڑ کر صحرا میں جا بیٹھیں گے دیوانے
فقط لبیک کا نعرہ اگر اللہ نے چاہا
کبھی وحشت میں وہ رَم، وہ گریز اور پھینکنا پتھر
وہ ہاتھوں میں لہو بھرنا اگر اللہ نے چاہا
وہ رب البیت کا جلوہ وہ ہر سو طور کا عالم
وہ منظر بے حجابی کا اگر اللہ نے چاہا
کہیں دعویٰ نہ ہو جائے ارے خاموش اے مضطرؔ!
اگر اللہ نے چاہا، اگر اللہ نے چاہا

کاروان حجاز

چھوڑ کر ہند کی سرزمیں ہم بھی کب جاتے ہیں سوئے ارضِ حرم دیکھئے

آرزوؤں کے افسردہ گلزار میں آتی ہے کب نسیمِ کرم دیکھئے

اے خدائے دو عالم! بس اتنا کرم! روز افزوں رہے ذوق و شوقِ حرم

خشک اک لمحہ بھی ہو نہ اب چشم نم، دردِ دل ہونے پائے نہ کم دیکھئے

میں کہاں اور کہاں یہ سعادت بھلا نعت گوئی محبوبؐ رب العلیٰ

ذرۂ بے حقیقت کا یہ حوصلہ، اک گدا پر یہ لطف و کرم دیکھئے

تجھ سے فریاد اے خالق رنگ و بو! تیرے دستِ کرم میں مری آبرو

کیا نہ ہوگا یہ چاک گریباں رفو، عشق کا کھل نہ جائے بھرم دیکھئے

مجھ سے ملنے کو چاہے اگر تیرا دل تو سرِ کاروانِ حجاز آکے مل

مضطرِ خستہ، دل مضمحل، منفعل، ایک تصویرِ درد و الم دیکھئے

سکراتِ وقت

عشقِ محبوبِ خدا صلِّ علیٰ مانگے ہے
دل بھی کیا شئی ہے دو عالم سے سوا مانگے ہے

عصرِ نو، در پہ ترے بن کے گدا مانگے ہے
تنِ عریاں لیے رحمت کی ردا مانگے ہے

ساغرِ گل تہی، غنچوں کے سبو خالی ہیں
پھر یہ گلشن تری زلفوں کی گھٹا مانگے ہے

آ مرے خضر! کہ دم توڑ رہی ہے دنیا
اب یہ ظلمات کوئی آبِ بقا مانگے ہے

وادیِ تیہہ ہے، مخلوق سراسیمہ ہے
کارواں پھر تجھے اے راہنما مانگے ہے

ہے خرابہ یہ جہاں عقل و خرد کے ہاتھوں
کوئی سودا زدۂ چاک قبا مانگے ہے

بھر دیا ساحرِ افرنگ نے سانپوں سے زمیں
وقت پھر کوئی کلیم اہل عصا مانگے ہے
اڑکے جا پہنچے رسولِ مدنیؐ کے در پر
دلِ مضطر پرِ پروازِ صبا مانگے ہے

اشکِ حسرت

افسوس کہ اب کے بار بھی ہم دربار نبی میں جا نہ سکے
حسرت ہے ان ارمانوں پر جو سینے سے لبوں تک آ نہ سکے
محروم زیارت بیداری، ویراں ہے خوابوں کی دنیا
مجبوریٔ قسمت کیا کہیے، وہ آ نہ سکے، ہم جا نہ سکے
سوچا تھا عرب کے ساحل پر قدموں کے عوض سر رکھیں گے
اس راہ میں سر کے بل نہ چلے، اس دَر سے جبیں ٹکرا نہ سکے
اس زندگیٔ محروم کا اب پیمانہ چھلک جائے نہ کہیں
اس سال بھی چاہِ زمزم پر ہم اپنا سبو چھلکا نہ سکے
سنتا ہوں ہوئے ہیں مَس اس سے سرکار کے لب ہائے اطہر
سنگِ اسود کے بوسے کا یہ کیف مرے لب پا نہ سکے

امیدِ بہار

دیکھیں گے ہم بھی گلشنِ طیبہ ان شاء اللہ ان شاء اللہ
دردِ جگر اک دن کم ہوگا ان شاء اللہ ان شاء اللہ
تھم جائیں گی شوخ ہوائیں، چھٹ جائیں گی غم کی گھٹائیں
جلد یہ دَور گزر جائے گا، ان شاء اللہ ان شاء اللہ
ڈھونڈتے ہم پہنچیں گے اے دل، صحرا بہ صحرا، منزل بہ منزل
ساحل بہ ساحل، دریا بہ دریا، ان شاء اللہ ان شاء اللہ
بحرِ کرم ہو اور ہو ساکن؟ بلوائیں گے ایک نہ اک دن
اُن کو خیال آہی جائے گا، ان شاء اللہ ان شاء اللہ
کیف وسرور سے دل بے قابو، لب پہ درود، آنکھوں میں آنسو
سامنے ہوگا گنبد خضرا، ان شاء اللہ ان شاء اللہ
ہم دیکھیں گے ان کا جلوہ، حائل جالی ہو یا پردہ
سب کچھ بیچ سے ہٹ جائے گا، ان شاء اللہ ان شاء اللہ

کر کے شفاعت ٹالیں گے کیوں، جنت ہے تو نکالیں گے کیوں؟

میں تو جا کے نہ پھر آؤں گا، ان شاء اللہ ان شاء اللہ

شعر بہ لب، باصد اشک و آہ، مضطرؔ جذب دروں کے ہمراہ

جاؤں گا ہاں میں جاؤں گا، ان شاء اللہ ان شاء اللہ

نوائے جرس

پھر وہی موسم جاں فزا آگیا، قافلے پھر مدینے کو جانے لگے
حسرتیں دل میں لینے لگیں کروٹیں ، حوصلے شوق کو گدگدانے لگے
ہم رہِ شوق میں اس طرح رک گئے ، درمیاں حد فاصل ہو جیسے کوئی
کارواں تیز سوئے حرم بڑھ گیا ، ہم کھڑے آنسوؤں میں نہانے لگے
راہ میں ان کی غیروں کا احسان لوں ، غیرتِ عشق کو یہ گوارا نہیں
زادِ رہ کی نہ تو فکر کر ہم نشیں ، اب مجھے درد و غم راس آنے لگے
اس طرح لوگ اٹھ اٹھ کے جانے لگے ، جیسے آواز دیتا ہو کوئی انھیں
جوش میں انکا بحرِ کرم دیکھ کر ، ہم بھی اپنا نصیب آزمانے لگے
جب کبھی ذکر طیبہ کہیں چھڑ گیا ، آنسوؤں کی فراوانیاں کیا کہوں
کچھ گہر دامنِ چشم میں ٹنگ گئے ، نوکِ مژگاں پہ کچھ جھلملانے لگے
بارہا ایسا محسوس منظر ہوا، روح کونین کی جیسے ہو وجد میں
دل کے ٹوٹے ہوئے ساز پر جب کبھی نعت کے شعر ہم گنگنانے لگے

ترانۂ شوق

پھر صبا کا طیبہ کو قافلہ روانہ ہے
پھر جنون و سودا کے جوش کا زمانہ ہے
ساز چھڑ گیا دل کا، وقت کیا سہانا ہے
آج پھر مرے لب پر شوق کا ترانہ ہے
ہر برس جو ذی الحج کا اک مہینہ آتا ہے
کاروانِ الفت کو ایک تازیانہ ہے
میرے دل میں چنگاری اپنے عشق کی بھردی
تیرے لطف و رحمت کا ہائے کیا ٹھکانہ ہے
اشکِ حسرت و حرماں مل گئے تھے قسمت سے
بارے میری بخشش کا کچھ نہ کچھ بہانہ ہے
آگے دیکھئے کیا ہو، آج خواب دیکھا ہے
سر بہ سجدہ ہوں میں اور ان کا آستانہ ہے
جسم ہو کہیں مضطرؔ ہند و پاک میں لیکن
طیبہ ہر مسلماں کے دل کا آشیانہ ہے

جذبِ خام

کبھی طیبہ ہم بھی جاتے تو کچھ اور بات ہوتی
کہیں جاکے پھر نہ آتے تو کچھ اور بات ہوتی

وہ نگہ میں روئے ساقی، وہ لبوں پہ جام زمزم
کبھی ہوش میں نہ آتے تو کچھ اور بات ہوتی

لیے کاسۂ گدائی وہ تری گلی میں چکر
کوئی ہم صدا لگاتے تو کچھ اور بات ہوتی

ترے در پہ مجھ کو کھوکر مرے ہم سفر ہوں واپس
کہیں ڈھونڈ کر نہ پاتے تو کچھ اور بات ہوتی

مرے مرغِ روح چل کر چمن بقیع میں ہم
کوئی آشیاں بناتے تو کچھ اور بات ہوتی

مجھے جذبِ خام لے کر کبھی آپ تک نہ پہنچا
کبھی آپ گر بلاتے تو کچھ اور بات ہوتی

نہ بلائیں یا بلائیں میں رضا پہ ان کی راضی
کبھی خواب ہی میں آتے تو کچھ اور بات ہوتی
شب ہجر زہر غم سے تو نہ مر سکا یہ مضطؔر
اسے جلوہ گر دکھاتے تو کچھ اور بات ہوتی

بہار دیکھتے

اسی جہاں میں باغ خلد کی بہار دیکھتے
کبھی جو کوچۂ حبیبؐ کردگار دیکھتے

بہ کیف درد و غم، بہ اضطرابِ دل، بہ چشم نم
ادب سے جالیوں کی سمت بار بار دیکھتے

ہزاروں آفتاب زیرِ خاک ہیں چھپے ہوئے
بقیعِ پاک کا ہم ایک اک مزار دیکھتے

جہانِ آب و گل میں جس کے فیض سے ہے روشنی
وہ آبشارِ نور وہ حرا کا غار دیکھتے

وہ کنجِ استراحتِ حبیبؐ غارِ ثور میں
وہ سر بہ زانوئے رفیقؓ ودل بیار دیکھتے

نہ چاہے اور کوئی یادگار دیکھتے مگر
اُحد میں خواب گاہِ شیر کردگارؓ دیکھتے

وہ صحن کعبہ، منظر طواف، شور تلبیہ
رواں دواں وہ ایک موجِ بے قرار دیکھتے
وہ مضطر اشتیاق بار بار دیکھنے پہ بھی
وہی پھر آرزو کہ اور ایک بار دیکھتے

پیغامِ محبت

زائرو کہنا مرا میرے پیمبرؐ کو سلام
رحمۃ للعالمینؐ محبوب داور کو سلام
ایک رندِ روسیہ، تر دامن و سرمست کا
ساقیٔ کوثر ، شفیعِ روزِ محشر کو سلام
وہ 'مقام مصطفیٰ' اور وہ 'مصلائے نبیؐ'
مسجد نبوی کے اس محراب و منبر کو سلام
بزم محبوبِ جہاں اور وہ ہجومِ عاشقاں
جان محزوں، قلبِ مضطر، دیدۂ تر کو سلام
جذبِ حسنِ گنبد خضرا پہ سو جانیں نثار
عرض کر اس دل رُبا اس میرے دلبر کو سلام
رہتے ہیں بیٹھے حرم کا بام و در گھیرے ہوئے
دور افتادوں کے وہ قاصد کبوتر کو سلام
مسجد نبوی میں ہو جس کے جنازے کی نماز
کہہ مرا اس مرنے والے کے مقدر کو سلام
ہیں بقیعِ پاک میں مدفوں ہزاروں آفتاب
پیش کر ہر صاحبِ قبرِ منور کو سلام

دامنِ کوہِ اُحد میں جتنے ہیں خوابیدہ شیر
سب شہیدوں خاص کر عم پیمبرؐ کو سلام
اپنے گھر سے منہ کیا کرتے ہیں جس گھر کی طرف
جس کو اپنا گھر کہا ہے حق نے اس گھر کو سلام
صاحبِ خانہ سے کہنے کا تو میرا مُنہ نہیں
ہاں غلافِ کعبہ کو اور پردۂ دَر کو سلام
وہ یمین اللہ سنگِ اسودِ عالی لقب
جس کو چوما ہے نبیؐ نے ایسے پتھر کو سلام
اپنے مشتاقوں کو رہتا ہے لیے آغوش میں
اس حطیمِ مہربان و بندہ پرور کو سلام
شاہ راہِ دینِ ابراہیمؑ کا وہ سنگِ میل
نقشِ پائے آں خلیلِ رب اکبر کو سلام
چاہ زمزم وہ ذبیح وہاجرہ کی یادگار
جوش پر آئے ہوئے رحمت کے ساغر کو سلام
اٹھتے جھکتے دونوں پلّے یہ کبھی اور وہ کبھی
وہ صفا و مروہ اس میزانِ محشر کو سلام
وادیٔ عرفات میں دریائے رحمت کی وہ موج
ان کو جو ڈالے ہیں یاں کشتی کے لنگر کو سلام
دشت و صحرائے عرب ہرسمت فردوسِ نظر
ایک اک بکھرے ہوئے یاقوت و گوہر کو سلام
زندگی میں کاش وہ دن بھی کبھی ہوتا نصیب
پیش خود کرتے طبیبِ قلبِ مضطر کو سلام

فرمائش

تکلیف یہ اک بہر خدا میرے لیے بھی
جو اپنے لیے ہو وہ دعا میرے لیے بھی
مشکل تو بہت ہے مگر اے راہ روِ شوق!
گردِ رہِ طیبہ کی رِدا میرے لیے بھی
رکھ لینا حفاظت سے کہیں گوشۂ دل میں
نورِ شبِ مہتابِ منیٰ میرے لیے بھی
لبیک بہ لب، روح بہ کف، اشک بہ مژگاں
اک دو طوافِ بیتِ خدا میرے لیے بھی
جب دامنِ کعبہ کو لجاجت سے پکڑنا
اشکوں کی کوئی بوند ذرا میرے لیے بھی
زمزم پہ مری تشنہ لبی بھول نہ جانا
ممکن ہو تو دو گھونٹ سوا میرے لیے بھی
عرفات میں جب جوش پہ رحمت کی گھٹا ہو
دو قطرۂ نیسانِ عطا میرے لیے بھی

اللہ سلامت تجھے لے جائے وہاں تک
کچھ روشنیٔ غارِ حرا میرے لیے بھی
مل جائے تو شاید دلِ بیمار سنبھل جائے
تھوڑی سی اگر خاکِ شفا میرے لیے بھی
اب راکھ کا اک ڈھیر ہے آتش کدۂ دل
کچھ خاک مزارِ شہداء میرے لیے بھی
پردے پہ نگاہوں کے ذرا کھینچ کے لانا
تصویرِ گلستانِ قبا میرے لیے بھی
درخواست شفاعت کی کرے اپنے لیے جب
محبوبؐ دو عالم سے ذرا میرے لیے بھی
کہہ دینا کہ مضطؔر ہے اور انبارِ گنہ ہے
فرمایئے بخشش کی دعا میرے لیے بھی

استفسار

اے دوست تو دربارِ رسالت میں گیا تھا
تجھ کو بھی بھلا آپ کا دیدار ہوا تھا
سرکار سے جب حال مرا عرض کیا تھا
کیا کوئی صدا آئی تھی کچھ تو نے سنا تھا
اللہ رے ضیائے کلسِ گنبدِ خضریٰ
جی بھر کے بھلا تو نے اسے دیکھ لیا تھا
روشن تو ہیں پر کھوئی سی ہیں تیری نگاہیں
ایسا تو نہیں کعبہ میں کچھ دیکھ لیا تھا
ہر وقت نظر کعبہ پر، اور طوفِ مسلسل
اس بھیڑ میں ایسا بھی کوئی مردِ خدا تھا
سوگند مری تشنہ لبی کی تجھے اے دوست!
زمزم کا مرے نام پہ گے گھونٹ پیا تھا

کیوں بِک نہ گیا جا کے خریدار کے ہاتھوں
پھر اور بھلا کس لیے بازار منیٰ تھا
فرمائشوں سے میری گراں بار رہا تو
حالاں کہ کئی چیز تو میں بھول گیا تھا
گو جسم سے میں جا نہ سکا تھا ترے ہمراہ
پر اپنے خیالوں سے ترے ساتھ رہا تھا
لے رکھ دے مرے سر پہ اور آنکھوں پہ پھرا دے
طیبہ میں انھیں پاؤں سے تو چل کے گیا تھا

ظن عبد

مجھ کو گماں یہ ہے مرے مولا تری قسم!
دیکھوں گا میں بھی کعبہ و طیبہ تری قسم!
ہردم تصورات میں خواب و خیال میں
طیبہ کا ہے جما ہوا نقشہ تری قسم!
بے اختیار ہوکے میں 'لبیک' کہہ اٹھا
جیسے کسی نے مجھ کو پکارا تری قسم!
سوئے عرب جہاز سمندر میں ہے رواں
موجیں جھلاتی ہیں مجھے جھولا تری قسم!
کعبہ کے گرد میں بھی پھرا ہوں طواف میں
چوکھٹ کو خواب میں تری چوما تری قسم!
دیکھا نہیں مگر مجھے محسوس یوں ہوا
ہے ذاتِ پاک تیری ہویدا تری قسم!
آیا گیا ہوں کوچۂ طیبہ میں بار بار
دیکھا ترے حبیب کا روضہ تری قسم!

دیکھا مزارِ پاک پہ میں ہوں برہنہ سر
اُمڈا ہوا ہے اشک کا دریا تری قسم!
دیکھا ہے ایک نور مواجہہ شریف میں
سورج کی روشنی سے زیادہ تری قسم!
لے جائے گا اڑاکے کسی دن یہ ہے امید
رحمت کا آئے گا کوئی جھونکا تری قسم!
اک لطف کی نگاہ مرے حالِ زار پر
دشوار اب ہے ہند میں جینا تری قسم!
جب تک کہ مل نہ جائے دل و دیدہ کی مراد
کرتے رہیں گے عرضِ تمنا تری قسم!
اب دور دور رہتے ہیں احباب اور عزیز
حد سے فزوں ہوا ترا سودا تری قسم!
کیسے سکون پائے دلِ مضطرِ حزیں
مدت سے خواب میں بھی نہ دیکھا تری قسم!

سفرِ عشق

اگر ہم کو کبھی دربار اقدس میں بلائیں گے
وفورِ شکر میں ہر گام پر سجدے میں جائیں گے
لگی ہوگی جھڑی اشکِ ندامت کی گھٹاؤں کی
گنہ کے داغ دھبے خوب دھوئیں گے، نہائیں گے
دمِ رخصت معافی اور تلافی سب سے مل مل کر
بفضلِ حق ہر اک حق دار کا ہم حق چکائیں گے
وہ سب سے جیتے جی سارا تعلق قطع ہوجانا
بتانِ مادیت کے صنم خانوں کو ڈھائیں گے
شریعت اور محبت میں عجب اک کشمکش ہوگی
قدم ہم گھر سے باہر کون سا پہلے بڑھائیں گے
وہ راہِ منزلِ محبوب، جذب و شوق کا عالم
نہیں اِن اپنے قدموں سے، نہیں ہم سر سے جائیں گے
وہ گھاٹی عشق کی پُرپیچ اور وہ کارواں دل کا
قدم سہمے ہوئے لرزاں رہیں گے ڈگمگائیں گے

وہ اک نو واردِ دشتِ جنوں کا جوش پر سودا
لگے گی جست اور دوڑیں گے، سر پر خاک اڑائیں گے
وہ میقاتِ یلملم پر گریباں چاک کردینا
پکاریں گے انھیں، 'لبیک' کے نعرے لگائیں گے
لبِ ساحل پہ جدّہ میں قدم رکھیں کہ سر پہلے
عجب ہم کشمکش میں ہوں گے پیچ وتاب کھائیں گے
نظارہ دور ہی سے ہوگا جب اللہ کے گھر کا
حجاب اٹھ جائیں گے اور وہ نظر ہر سمت آئیں گے
پکڑ کر لیلیٰ کعبہ کا دامن پھر نہ چھوڑیں گے
وہ جوش اشکوں کا رو رو کر کے ہم دریا بہائیں گے
کبھی دیوارِ سے چمٹیں گے، بوسہ لیں گے چوکھٹ کا
کبھی پروانہ وار اٹھیں گے اور چکر لگائیں گے
نشہ دھیما جنونِ عشق کا ہونے نہ پائے گا
کہ خُم کے خُم ہمیں زمزم وہ بھر بھر کر پلائیں گے
وہ آدابِ محبت اور سیرِ کوچۂ جاناں
کہیں ہم تیز دوڑیں گے کہیں آہستہ جائیں گے
کسی کا وادیِ عرفات میں وہ وصل کا وعدہ
رہیں گے منتظر، خیمے لگائیں گے، سجائیں گے

وہ دستِ ناز ہوگا اور چھری قاتل اداؤں کی
منیٰ میں ہم تماشا رقص بسمل کا دکھائیں گے
جنونِ خام پختہ اور کامل ہوتا جائے گا
خرد سے جنگ ہوگی، عقل پر پتھر بہائیں گے
بڑھے جب ناقۂ شوق ارض طیبہ کی طرف میری
حُدی خوانوں کی لے میں لے ملا کر گنگنائیں گے
کہاں وہ خاکِ پاک اللہ اکبر! اور قدم میرے
مَلیں گے چہرہ پر، چومیں گے، آنکھوں سے لگائیں گے
پڑے گی جب نظر بیرِ علی سے سبز گنبد پر
زمین و آسماں سب آنسوؤں میں ڈوب جائیں گے
پہنچ کر بارگاہِ قدس میں دل کی وہ کیفیت
وفورِ عظمت و ہیبت سے ہردم تھرتھرائیں گے
نہ کوئی واسطہ ہوگا نہ کوئی فاصلہ ہوگا
سلامِ شوق خود اپنی زباں سے ہم سنائیں گے
محبت اور رحمت سے وہ ہم کو دیکھتے ہوں گے
ادھر پلکوں پہ موتی آنسوؤں کے جھلملائیں گے
نظر نیچی کیے سر کو جھکائے پاس جالی کے
جمے بیٹھے رہیں گے، لطف صحبت کا اٹھائیں گے

کرم کے آسرے پر ہم ستونِ بو لبابہؓ سے
بندھے ہوں گے شفاعت کی نہ جب تک بھیک پائیں گے
نگاہِ شوق کو ہردم کسی کی جستجو ہوگی
کبھی اس سمت جائیں گے، کبھی اس سمت جائیں گے
وہ رنگِ عالمِ صد جلوہ بازاروں میں، گلیوں میں
جدھر دیکھیں گے نقشِ پائے اطہر جگمگائیں گے
چلیں گے مشہدِ حمزہؓ پہ دل کی اس توقع پر
چمن زارِ اُحد میں وہ پئے گلگشت آئیں گے
زمیں مدفن کی ڈھونڈیں گے بقیعِ پاک میں مضطرؔ
مدینہ چھوڑ کر پھر ہند میں واپس نہ آئیں گے

معراجِ خیال

گلزارِ مدینہ کا عالم، سبحان اللہ سبحان اللہ
امڈے ہوئے ہر سو ابرِ کرم، سبحان اللہ سبحان اللہ
وہ روضۂ جنت، صحن حرم، سبحان اللہ سبحان اللہ
کہتے ہی رہا کیجئے ہردم، سبحان اللہ سبحان اللہ
وہ وقت حضوری متلاطم جذبات سرور و غم باہم
جوشِ گریہ، اشکِ پیہم، سبحان اللہ سبحان اللہ
لب خشک، تنفس تیز، قدم لرزاں لرزاں، دل میں دھڑکن
محجوب نگاہیں سر خم خم، سبحان اللہ سبحان اللہ
پابند ادب حرکات و سکوں، مرعوب نظر، محتاط قدم
جیسے نگراں وہ چشم کرم، سبحان اللہ سبحان اللہ
اس بار گہ عالی میں وہ دل کی ہستی کا شیرازہ
یکجا یکجا ، برہم برہم ، سبحان اللہ سبحان اللہ
طیبہ کے وہ ذرے ذرّے پر اشکوں کے مچلنے کا عالم
ہرسمت جمالِ نقش قدم، سبحان اللہ سبحان اللہ

وہ چاندنی شب، مخمور ہوا، چھٹکے ہوئے تارے، مہکی فضا
اور گنبدِ خضریٰ کا عالم سبحان اللہ سبحان اللہ
مکہ کے وقار و عظمت پر قرآں کی شہادت کیا کہیے
مکہ کی قسم ،مکہ کی قسم سبحان اللہ سبحان اللہ
ضامن ہے نظامِ ہستی کی کعبے کی مقدس دیواریں
ہے بزمِ جہاں تا شمعِ حرم، سبحان اللہ سبحان اللہ
کیا شیشہ و خُم ، کیا جام و سبو، کیا بادہ و مے، کیسی صہبا؟
بحرِ رحمت موجِ زمزم، سبحان اللہ سبحان اللہ
اک خواب یہ دیکھا ہے مضطرؔ، اس آج کی شب میں پچھلے پہر
روضے کی جالی ہے اور ہم، سبحان اللہ سبحان اللہ

دیارِ نبیؐ دیکھتے گر نہ جا کے

دیارِ نبیؐ دیکھتے گر نہ جا کے
تو کیا دیکھتے تیری دنیا میں آ کے
بلایا مجھے اپنی قدرت دکھا کے
میں قربان اس تیرے لطف و عطا کے
جسے دیکھ کر ہوش آئے نہ جا کے
وہ جلووں کا عالم ہے بیتِ خدا کے
غلافِ سیہ میں ہے مستور کعبہ
ہے وہ کون دیکھے جو پردہ اٹھا کے
بظاہر یہ ہے پھرتے ہیں گردِ کعبہ
بباطن مگر روبرو ہیں خدا کے
انھیں دیکھنے دوڑ کر مروہ پہنچے
کبھی دوڑ کر آئے اوپر صفا کے
مجھے تھام لے میرے ساقئ زمزمؐ
گرا میں گرا اب گرا لڑکھڑا کے

کبھی اِس طرف کو، کبھی اُس طرف کو
پھرانا وہ صحرا میں مجنوں بنا کے
وہ لبیک لبیک سب کی زباں پر
بلائے گئے تھے ہوئے جمع آ کے
اِدھر دل میں آنا اُدھر ہاتھ آنا
وہ منظر بھی دیکھے عطا و سخا کے
وہ عرفات کا حشر وہ نفسی نفسی
وہ جلوت میں خلوت وہ لمحے دعا کے
وہ مشعر کی رات اور رونا مچلنا
کہ دامانِ رحمت نہ چھوڑیں گے پا کے
مری چشم نم اپنے موتی لٹادے
نہ لے جا یہ آنسو یہاں سے بچا کے
ذبیح و براہیم اور ہاجرہ کا
پہاڑوں میں اک قافلہ ہے منیٰ کے
گلے پر چھری تیرے غیروں کے پھیری
مرا تو ہی مقصود تھا خوں بہا کے
یہ اکرام و اعزاز شاہِ مدینہؐ
یہاں رکھ دیا حق نے جنت کو لا کے
وہ وقتِ سحر سبز گنبد کا منظر
وہ خورشید نکلا کوئی جگمگا کے

وہ جنت بداماں مدینے کی گلیاں
جدھر دیکھئے جلوے ہیں نقشِ پا کے
وہ جالی پہ عکسِ جمالِ مبارک
اٹھی جب نظر رہ گئی تھرتھرا کے
بقیع ان کا ایک تودۂ خاک کہیے
جو پروانے تھے گردِ شمعِ ہدیٰ کے
ہے پھر آج مغلوب جمعیتِ حق
احد کے یہ شیروں سے کہہ دے جگا کے
نہ کچھ حال بدلا نہ کچھ چال بدلی
خرِ ہند مضطر بھی ہو آئے جا کے

تھے جب حاضرِ بارگاہِ نبیؐ ہم

تھے جب حاضر بارگاہ نبیؐ ہم
وہ عالم نہیں بھول سکتے کبھی ہم
وہ وارفتۂ جذب و دیوانگی ہم
خود اپنے کو بھی لگتے تھے اجنبی ہم
وہی روح میں پاتے ہیں تازگی ہم
دیارِ نبیؐ میں ہیں جیسے ابھی ہم
یہ کیوں پاؤں پڑتے نہیں ہیں زمیں پر
مدینے میں کیا آگئے واقعی ہم
اُدھر سے وہ لحنِ اذانِ بلالیؓ
اِدھر مست کیفیتِ بے خودی ہم
پہنچ جاتے تھے پیشِ ساقیؐ کوثرؐ
جو محسوس کرتے ذرا تشنگی ہم
وہ قرب و حضوری، وہ عرض تمنا
لگاتے تھے رَٹ یا نبیؐ یا نبیؐ ہم

یہ چونکا دیا خواب سے کس نے ہم کو
کہاں آ گئے اب، کہاں تھے ابھی ہم
بقیع و قبا میں، احد اور سلع پر
گئے ڈھونڈنے ان کو اک اک گلی ہم
حسین بدرِ کامل سے ہے سبز گنبد
تقابل میں پاتے عجب دل کشی ہم
یہاں چپّہ چپّہ ہے مدفن کے قابل
کہاں چھوڑ دیں تجھ کو اے زندگی ہم؟
وہی دُھن لگی ہے پھر اے رحمتِ حق
مدینے کو جائیں گے کیا پھر کبھی ہم
پھر اک بار روضے کی جالی پہ گریاں
تجھے دیکھتے مضطرِ ہنسوری ہم

منزلِ شوق

گذرے تھے ایسی منزل وحشت فزا سے ہم
خود اپنے ہی کو لگتے تھے ناآشنا سے ہم
کیا ہوگیا وہ تیز رَوی تیری کیا ہوئی؟
رہ رہ کے چھیڑ کرتے تھے بادِ صبا سے ہم
مجنوں تو بن کے کودے تھے دشتِ حجاز میں
واقف تھے عشق کے نہ رموز و ادا سے ہم
اک امتحانِ عشق تھا، کیا جانے کیا ہوا
ہو آئے جاکے گو عرفات و منیٰ سے ہم
دعوے بہت تھے، کیا ہوا، کچھ کیوں نہ بن پڑا؟
پوچھیں گے گر ملیں گے دلِ مبتلا سے ہم
کس منھ سے آرزو کریں اجر و ثواب کی
یہ بھی بڑا کرم ہو بچیں گر سزا سے ہم
اک تیر آکے ہوتا تھا قلب و جگر کے پار
جس دم نظر ملاتے تھے بیتِ خدا سے ہم

وہ برقع پوش لیلیٰ کعبہ مطاف میں
مخمور رہتے تھے کسی کالی گھٹا سے ہم
شاید کوئی ادھر بھی نگاہِ کرم اٹھے
پھیرے لگائے مروہ پہ گذرے صفا سے ہم
ہروقت بخششوں کے خزانے کھلے ہوئے
تنگ آگئے تھے تنگیٔ دست دعا سے ہم
مضطؔر مدینے میں نہ رہا دل پہ اختیار
روئے لپٹ لپٹ کے ہراک نقشِ پا سے ہم

کچھ نہ پوچھئے

کن نعمتوں میں رہتے تھے ہم کچھ نہ پوچھئے
جنت میں تھے خدا کی قسم کچھ نہ پوچھئے
کیسے گئے، کہاں سے گئے، کون لے گیا؟
سب کچھ خدا کی شان کرم کچھ نہ پوچھئے
دو گام بھی نہ وہ مرے ہمراہ چل سکی
اٹھتے نہ تھے صبا کے قدم کچھ نہ پوچھئے
کعبہ کے گرد نور کی چادر بچھی ہوئی
ہر سمت پھر حصارِ حرم کچھ نہ پوچھئے
بیتِ خدا پہ سب کی نگاہیں جمی ہوئی
امید و خوف دونوں بہم کچھ نہ پوچھئے
اٹھتی نہیں کسی پہ بھی کرتے ہوئے طواف
ہیبت سے یوں نگاہ ہے خَم کچھ نہ پوچھئے
زمزم کے خُم کے خُم وہ قطاروں میں سرد و خنک
ایسے کہ برف سے نہیں کم کچھ نہ پوچھئے

وقتِ نماز بابِ حرم پر وہ ازدحام
گُھٹنے لگے ہواؤں کا دم کچھ نہ پوچھئے
عرفات، منیٰ، مزدلفہ کی تمام رات
کھوئے ہوئے کچھ ایسے تھے ہم کچھ نہ پوچھئے
اک شعر بھی کبھی نہیں آیا زبان پر
گُم صُم پڑا تھا سازِ عجم کچھ نہ پوچھئے
شیشے سے جیسے بادۂ غم اڑگئی تمام
کافور سارا درد و الم کچھ نہ پوچھئے
مستی سی اک فقط نہ کوئی کیفیت، نہ حال
صحرائے خشک، دیدۂ نم کچھ نہ پوچھئے
کیا جنتِ مدینہ کا مضطؔر سے ہو بیاں
عاجز زباں، نگوں ہے قلم کچھ نہ پوچھئے

ہے کعبے کی کیا بات

ہے کعبے کی کیا بات اللہ اکبر — عیاں جلوۂ ذات اللہ اکبر
وہ اک بقعۂ نور برق تجلی — ضیاء تا سماوات اللہ اکبر
وہ مکہ کہ جس کی قسم حق نے کھائی — وہ قرآں کی آیات اللہ اکبر
خدا جن کو فرمائے اپنے شعائر — وہ عالی مقامات اللہ اکبر
صفا اور مروہ، 'مقام' اور زمزم — منیٰ اور عرفات اللہ اکبر
ذبیح و براہیم کی یادگاریں — وہ مذبح، وہ جمرات اللہ اکبر
وہ آغوشِ عشاق میں سنگِ اسود — نہ ہاتھ آئے ہیہات اللہ اکبر
عوض ایک کا ایک لاکھ اللہ اللہ — یہ تقسیم خیرات اللہ اکبر
وہ داتا کا بخشش کا کھولے خزانہ — لٹانا وہ دن رات اللہ اکبر
عطا و کرم کا بنی ہیں بہانہ — عبادات 'مزجات اللہ اکبر
وہ امڈی ہوئی آنسوؤں کی گھٹائیں — وہ رحمت کی برسات اللہ اکبر
وہ عجز و نیاز اور کیفِ حضوری — حرم کی مناجات اللہ اکبر
وہ اک وادئ غیر ذی زرع لیکن — وہاں رزق ثمرات اللہ اکبر
چلے آتے ہیں ساری دنیا سے کھنچ کر — پھلوں کی وہ بہتات اللہ اکبر

وہ نور اور ظلمت میں اک حدّ فاصل　　حرم کی وہ میقات اللہ اکبر
وہ شاہ و گدا ایک ہی رنگ میں سب　　یہ درسِ مساوات اللہ اکبر
وہاں جلوہ فرما ہیں شاہ دو عالمؐ　　مدینے کی کیا بات اللہ اکبر
وہ روضہ و منبر، وہ جنت کی کیاری　　سلام اور صلوات اللہ اکبر
درِ پاک پر ہر گھڑی پیش کرنا　　درودوں کی سوغات اللہ اکبر
ہیں شیرانِ حق کی یہاں خواب گاہیں　　اُحد کے مزارات اللہ اکبر
بقیع و قبا و احد چپہ چپہ　　وہ روضات جنات اللہ اکبر
پھر اک بار مضطرؔ کو پہنچا دے مولیٰ　　مخالف ہیں حالات اللہ اکبر

میں مجبور و معذور و بیمار مضطرؔ
تو قاضیِّ حاجات اللہ اکبر

طواف وداع

تجھے اب اے میرے محبوب کعبہ کیا نہ دیکھوں گا؟
کبھی پھر تجھ کو اے جانِ تمنا کیا نہ دیکھوں گا؟
وہ برق جلوہ جو اک دن گری تھی طورِ سینا پر
میں تجھ پر ہر گھڑی اس کا برسنا کیا نہ دیکھوں گا؟
عروسِ کعبہ حسن دو جہاں قربان ہو جس پر
یہ رنگیلا، چھبیلا، یہ سجیلا کیا نہ دیکھوں گا؟
سرور و نور کی برسات یہ میزاب رحمت پر
سماں چھائی ہوئی کالی گھٹا کا کیا نہ دیکھوں گا؟
طوافِ کعبہ یا چکر میں گردِ شمع پروانے
یہ ہر دم نور کا بہتا سا دریا کیا نہ دیکھوں گا؟
لگائے جان کی بازی جمے ہیں سنگِ اسود پر
یہ دیوانوں کا تیرے جوش سودا کیا نہ دیکھوں گا؟
لپٹنا ملتزم سے اور چمٹنا بابِ کعبہ پر
بلکنا، چیخنا، رونا، مچلنا کیا نہ دیکھوں گا؟

حطیم آغوش رحمت اپنی پھیلائے ہوئے ہردم
یہ تسکین و تسلی کا خزینہ کیا نہ دیکھوں گا؟
نشانِ پائے ابراہیمؑ یہ جائے قبولیت
بچھایا حق نے جس کو وہ مصلیٰ کیا نہ دیکھوں گا؟
یہ سرد و خنک زمزم، خم کے خم ہرسو قطاروں میں
یہ ہردم دور میں ساغر چھلکتا کیا نہ دیکھوں گا؟
صفا و مروہ و مسعیٰ، منیٰ، عرفات، مزدلفہ
شعائر تیرے پھر اے میرے مولا کیا نہ دیکھوں گا
خدا کا فضل ہوگا پھر مدینے جاؤگے مضطرؔ
کبھی مایوس ہوکر پھر نہ کہنا کیا نہ دیکھوں گا